بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (دہلی)
- سید وجاہت رسول قادری (کراچی)
- مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ)
- مولانا محمد عبدالمبین نعمانی (مبارک پور)
- علامہ بدر القادری (ہالینڈ)
- مولانا محمد قمر الحسن قادری (امریکہ)
- سید شاہ شمیم الدین منعمی (پٹنہ)
- مولانا محمد فروغ القادری (برطانیہ)
- سید حسن اشرف اشرفی کچھوچھوی (انگلینڈ)

سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت کے مشاہیر علمائے ہند

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی
(۲) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
(۳) علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
(۴) علامہ عبدالعلی فرنگی محلی لکھنوی
(۵) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
(۶) شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی
(۷) شاہ احمد سعید مجددی رام پوری
(۸) علامہ فضل حق چشتی خیرآبادی
(۹) علامہ عبدالعلیم فرنگی محلی لکھنوی
(۱۰) علامہ فضلِ رسول عثمانی بدایونی
(۱۱) سید شاہ آلِ رسول احمد مارہروی
(۱۲) مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری
(۱۳) مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری
(۱۴) علامہ عبدالقادر برکاتی بدایونی
(۱۵) امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی
(۱۶) سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی
(۱۷) شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدرآبادی

کے مسلکِ حق وصداقت کا نقیب وترجمان

مجلسِ مشاورت

- مولانا محمد حنیف خاں رضوی (بریلی شریف)
- ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی (حیدرآباد)
- مولانا قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)
- مولانا محمد معین الحق علیمی (ممبئی)
- مولانا مقبول احمد مصباحی (دہلی)
- الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)
- انجینئر سید محمد فضل الرحمٰن چشتی (دہلی)
- قاضی عبدالرحیم مصباحی (رتناگیری)
- مولانا مجاہد حسین حبیبی (کولکاتا)

بفیضِ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

جنوری ۲۰۱۶ء
ربیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

جلد ۲ — شمارہ ۲

مجلسِ ادارت

مدیر مسئول	محمد ظفر الدین برکاتی
منیجنگ ایڈیٹر	محمد ضیاء الدین انصاری
سرکولیشن منیجر	مطیع الرحمٰن انصاری
معاون منیجر	محمد سعید انصاری
اشتہار منیجر	امام الدین قیصر
تزئین کار	محمد نظام الدین انصاری
آپریٹر	محمد کامل نعیمی

مشیرِ اعلیٰ

علامہ یٰسین اختر مصباحی

ایڈیٹر

محمد قمر الدین رضوی

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر حافظ محمد قمر الدین رضوی نے ایم ایس پرنٹرس دہلی ۶ سے چھپوا کر آفس ماہنامہ کنز الایمان دہلی ۴۲۳ مٹیا محل دہلی سے شائع کیا۔

تفصیلِ ممبر شپ

قیمت فی شمارہ	۲۰ / روپے
سالانہ	۲۴۰ / روپے
اعزازی	۵۰۰ / ر
تاحیات	۵۰۰۰ / ر
بیرونِ ممالک	۳۰ / امریکی ڈالر
تاحیات	۲۰۰۰ / امریکی ڈالر

رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھنے سے پہلے غور کر لیں کہ سالانہ زرِ تعاون ختم تو نہیں ہو گیا اگر ایسا ہے تو فوراً منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ اسکی ممبری فیس روانہ فرما کر رسالے کو جلا بخشیں (ادارہ)

نوٹ رسالے سے متعلق کوئی بھی مقدمہ صرف دہلی کی عدالت میں قابلِ سماعت ہوگا۔ مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

ڈرافٹ
KANZUL IMAN MONTHLY
کے نام سے بنوائیں

مراسلت وترسیلِ زر کا پتہ
ماہنامہ کنز الایمان دہلی
۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶
KANZUL IMAN MONTHLY
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)
Ph:.23264524 Email. Kanzuliman@yahoo.co.in

آئینۂ کنزالایمان

صوفیہ کا عقیدہ ونظریہ

''ایک بے قصور انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔'' (قرآن حکیم)

صوفیہ کا مذہب ومسلک

''اگر راہ میں کانٹے بچھائے جانے والوں کو کانٹے بچھا کر جواب دِیا جانے لگا تو پوری دنیا کانٹوں سے بھر جائے گی۔''

سنگ میل

اداریہ

نظام عدل دم توڑتا ہے تو دہشت گردی جنم لیتی ہے

اگر راہ میں کانٹے بچھانے والوں کے جواب میں کانٹے بچھائے جاتے رہے تو پوری دنیا کانٹوں سے بھر جائے گی۔

بستان المحدثین دہلی شریف میں انٹرنیشنل صوفی کانفرنس کا انعقاد ملک وملت میں امن وشانتی کے قیام، اسلامی نظام اخوت ومحبت ورواداری کے اظہار وتشہیر اور ہندوستان میں صوفی سنی علما ومشائخ کے اتحاد کی جانب ایک تاریخی قدم

محمد ظفر الدین برکاتی☆

دنیا میں انسانوں کی دو جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ پہلی وہ جو حالات کے ڈر سے بدل جاتے ہیں اور خود کو بدل لیتے ہیں، اقدامی مزاج نہیں رکھتے بلکہ دفاعی سوچ رکھتے ہیں، عزیمت کو مسئلہ سمجھتے ہیں جب کہ رخصت کی راہ بھی نہیں اپناتے اور صبر وتحمل کو بزدلی بھی سمجھتے ہیں اور حالات کا مقابلہ کر کے صحیح وقت کا انتظار بھی نہیں کرتے، صرف اس لیے کہ انھیں توحید وتقدیر پر پورا بھروسہ نہیں ہوتا۔ ہواؤں اور افواہوں کے سیلاب میں بہہ جاتے ہیں اور اپنی مذہبی موروثی ڈگر سے ہٹ جاتے ہیں۔ دین داری اور دنیاداری میں کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

جب کہ دوسری جماعت وہ ہے جو حالات سے متاثر نہیں ہوتی، اقدامی صورت حال پیدا کرنے کے لیے دفاعی فکر وعمل کی راہ اپناتے ہیں، رخصت اور عزیمت کو صحیح معنوں میں برتنے کا ہنر جانتے ہیں، صبر وتحمل کو بزدلی نہیں سمجھتے بلکہ حالات سے مقابلہ کرنے کو صحیح موقع کی تلاش کا قدرتی ذریعہ سمجھتے ہیں، صرف اس لیے کہ انھیں توحید وتقدیر پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے اور یہی لوگ صوفیہ اور نیک بندے ہیں۔

کچھ لوگ بدل جاتے ہیں حالات کے ڈر سے
کچھ لوگ قرینے سے بدل دیتے ہیں حالات

مطلع صاف ہوگیا کہ جو صرف خدا کا خوف رکھتے ہیں اور قرینے سے کام کرتے ہیں، وہ انسانی آبادی کی وہ جماعت ہیں جو حسن عمل اور خوش اخلاقی کے ہتھیار سے مسلح ہوتے ہیں، حالات کے ڈر سے زبان وبیان اور فکر ومنہاج میں تبدیلی کے قائل نہیں اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام تلوار کی زور سے نہیں بلکہ اخلاق کے شور سے پھیلا ہے اور جن کا ایمان وایقان یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ وتوسیع کی مواصلاتی اور میڈیم زبان ''اخلاق'' ہے، نہ عربی ہے، نہ فارسی ہے، نہ انگریزی ہے، نہ کوئی دوسری کوئی زبان۔ ان کے سامنے پیغمبر اسلام کی انقلابی زندگی نمونۂ عمل کے طور پر ہمیشہ دستورِ زندگی بن کر اُن کی قیادت ورہنمائی کرتی ہے کہ اخلاق کی زبان سے زیادہ کسی بھی زبان میں وہ قدرتی چاشنی نہیں جو ظاہر کے ساتھ باطن کی دنیا میں بھی انقلاب پیدا کر سکے۔

اِس جماعت کے پاس اخلاق کی تلوار کے ساتھ رواداری، عدل وانصاف، مساوات، اخوت وبھائی چارگی کے قدرتی ہتھیار بھی ہیں جو باضابطہ جنگ وجدال کیے بغیر سلطنتوں پر فتح دلاتے ہیں اور سیدھے دِلوں پر حکمرانی کا موقع فراہم کرتے ہیں اور ایک ایسا نظام اور معاشرہ برپا کرتے ہیں جس میں کینہ، حسد، بغض اور غیبت وبدگمانی کے جراثیم نہیں پائے جاتے، اسی لیے اِن قدرتی ہتھیاروں سے لیس ایک بندۂ خدا دنیا سے واپسی کے بعد بھی دنیا والوں کے دل ودماغ پر حکمرانی کرتا ہے، صرف اس لیے کہ اس بندۂ خدا نے انسانی جان اور عزت نفس کی حفاظت کی تھی، انسانیت کی خدمت اور تحفظ کا کام کیا تھا، اور خدمت خلق ہی اس کا مذہب ومسلک تھی۔

نیکی اور بدی کی اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے، اسی لیے نیک اور بد کی فطرت بھی جداگانہ ہوتی ہے۔ دنیا کی تاریخ کے ہر دور میں نیکوں کا ایک مشترک عقیدہ رہا ہے اور بدوں کی ایک مشترک شناخت رہی ہے اور ہر دور کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے اور شناخت بتاتا ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق نیک طبیعت اور خوش فطرت انسانوں کا مشترک عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ ''ایک بے قصور انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔'' اور عملی طور سے جان کا بدلہ جان لینے کی رخصت وسہولت ہونے کے باوجود اُن نیک سیرت اور نیک فطرت انسانوں کا عمل یہ ہوتا ہے کہ ''اگر راہ میں کانٹے بچھانے والوں کو کانٹے بچھا کر جواب

دیا جانے لگا تو پوری دنیا کانٹوں سے بھر جائے گی۔“

یہ فطرت کی آواز ہے۔ یہ آواز کوئی بھی اور کبھی بھی بلند کرسکتا ہے جیسے ہندوستان کے صدرِ جمہوریہ نے گجرات کے سابرمتی آشرم میں صاف ستھرا ہندوستان کی حقیقت کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا کہ اصل گندگی ہندوستان کی گلیوں میں نہیں بلکہ ہماری سوچ اور فکر ونظر میں ہے، ہمیں سڑکوں سے پہلے اپنا دل ودماغ سماج کو تقسیم کرنے والے نظریات سے صاف کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ یہ صوفیہ کی جماعت نہیں لیکن فطرت اور قانون قدرت کا رنگ ہر جگہ نمایاں ہوتا ہے۔

اب ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ صوفیہ کی جماعت وہ نیک سیرت اور نیک فطرت جماعت ہے جس کا عقیدہ ہے کہ نفرت سے نفرت نہیں مٹائی جاسکتی، تشدد سے تشدد کا خاتمہ ممکن نہیں، انتہا پسندی کی جڑیں انتہا پسندی کے ذریعہ نہیں کاٹی جاسکتیں اور تعصب وتنگ نظری کی برائی تعصب وتنگ نظری سے ختم کرنا دانش مندوں کا کام نہیں، اس لیے کہ فطرت کا قانون یہ ہے کہ آگ سے آگ بجھانا نظام قدرت کا حصہ نہیں بلکہ آگ کو پانی سے ہی بجھایا جاسکتا ہے، گرمی کو نرمی ہی ختم کرسکتی ہے، ترشی اور کرواٹ کو تری اور تلسی ہی ختم کرسکتی ہے تو پھر نفرت کی آگ بھی نفرت وعداوت سے نہیں، محبت والفت کے پانی سے بجھے گی۔ اسی فارمولہ کے تحت صوفیہ کی یہ روایت اور ضابطہ اپنے کرشمے دکھاتا رہا ہے کہ

”ایک صالح سماج کو گندوں سے، ایک انسانی آبادی کو گندگی سے اور ایک فطری دنیا کو گنہ گاروں سے پاک ہونا چاہیے۔“

اسی لیے صوفیہ گندوں سے نہیں گندگی سے نجات دِلانے اور گنہ گاروں سے نہیں گناہوں سے انسانوں کو پاک وصاف کرنے کی ہدایت اور تعلیم دیتے ہیں اور انھیں اپنے اِس ضابطے پر اتنا یقین ہے کہ حالات بدل جاتے ہیں، زمانہ کروٹیں لیتا ہے اور نسلیں تبدیل ہوجاتی ہیں لیکن ان کی اِس فطری روایت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، کیوں؟ صرف اس لیے کہ فطرت تبدیل نہیں ہوتی اور قدرتی معیار ومنہاج نہیں بدلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت کی بات کرنے والے آج بھی موجود ہیں۔

اس طرح سے پھر ایک حقیقت یہ کھل کر سامنے آئی کہ جو فطرت کی راہ پر گامزن ہے اور قانونِ قدرت کی روایتوں کا ترجمان وپاس دار ہے، وہ خدائی اور قدرتی راہ کا قائد وترجمان ہے اور زمین پر خیر کی فصل اگانے والی قوم کا نمائندہ ہے اور جو فطرت اور قانونِ قدرت کا باغی ہے، وہ شر کا نمائندہ ہے اور شر وفساد شیطانی مشن ہے۔ اب یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ پوری دنیا میں قانونِ قدرت اور فطرت کے عملی تحفظ کی خدمت انجام دینے والی جماعت اور گروہ، انسانوں کا وہی طبقہ ہے جسے زمین پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا ہے اور خلیفہ بنائے جانے پر جس مخلوق نے اختلاف اور احتجاج کیا تھا، وہ شیطان ہے اور اس کی فکر وعمل اور کردار وگفتار کے حامی، اس کے نمائندے ہیں۔

یعنی زمین پر شر وفساد پھیلانے، فتنہ پروری کرنے، دہشت گردی اور انتہا پسندی کی تجارت کرنے والے جتنے بھی ہیں، وہ فطرت اور قانون قدرت کے باغی ہیں اور شیطانی گروہ کے سپاہی ہیں۔ اللہ کے دین اور اللہ والوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں، ان کی خلافت، اللہ کے دین اور قانون کی مخالفت ہے اور بس! خدا کی مخلوق کو نقصان پہنچانا، بے قصور انسانوں کو قتل ونذرِ آتش کرنا، انسانیت کا مذاق اڑانا، خدا کے کسی نیک بندے اور قانونِ فطرت کے محافظ وترجمان کا کام نہیں، ایسی حرکت شیطان اور شیطانی جماعت ہی کرسکتی ہے۔

وقتی مفادات اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہر دور کے شیطانی گروہ نے ایسی ہی حرکت کی ہے، نظامِ عدل وانصاف کو خراب اور کمزور کیا ہے، روا داری اور انسانیت کا جنازہ اٹھایا ہے، قلبی وذہنی بیماریوں سے انسانی آبادیوں کو آلودہ کرکے امن وشانتی کے تانے بانے ہلا دِیے ہیں اور فکر ونظر کے فطری قبلے تبدیل کردِیے ہیں اور آج اِس حرکت وعمل میں ایسی تیزی اور فراوانی آئی ہے کہ پوری دنیا ایک ساتھ تباہ وپریشان ہے لیکن سب سے زیادہ وہ انسان تباہ اور پریشان ہے جس نے نفرت سے نفرت کو مٹانے، تشدد سے تشدد ختم کرنے، آگ کو آگ سے بجھانے اور دہشت گردی وانتہا پسندی کو دہشت گردی سے ختم کرنے کا فیصلہ مان لیا، اس کی سوچ کو تسلیم کرلیا، اس فکر کے سمندر میں اپنے مفادات کی کشتی ڈال دی اور اُن کی راہ چل گیا جو حقیقت میں اس کا دشمن ہیں، حد تو یہ ہوگئی کہ دشمن کو دوست بنالیا جس نے دل ودماغ پر مفادات کی چادر لپیٹ دی، شعور ونگاہ پر نسل اور مذہب ومسلک کی پٹی باندھ دی اور منصب ومرکز کی بساط لپیٹ دی۔

انجام یہ ہوا کہ الزام تراشیوں، بدگمانیوں اور غلط بیانیوں کے ذریعہ پوری دنیا پر جنگ مسلط کرکے اسے بدامنی، بدعنوانی، انسانیت دشمنی، رواداریت سوزی اور قتل وغارت گری کی آگ میں جھونک

دِیا گیا۔ اس کے بعد نئی صدی جدید ایجادات اور ترقیوں کی صدی ہوتے ہوتے عالمی اقتصادی بحران اور جغرافیائی جنگ کی صدی بننے لگی ہے۔ ہر طرف انسانی جان و مال اور عزت و حرمت کی پامالی کا منظر نامہ ہماری غیرت کا امتحان لے رہا ہے، خلیجی اور عرب ممالک سے لاکھوں انسانوں نے ہجرت کر لی، مہاجرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے اور بے شمار انسانوں نے مذہبی طرز زندگی تبدیل کرنے میں عافیت محسوس کی اور حالات دن بدن خراب اور خطرناک ہی ہوتے جا رہے ہیں۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے یورپ و عرب اور خلیج و ایشیا کے ممالک میں امن پسندوں اور جمہوری اور سیکولر مزاج انسانوں نے اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کی دہائی دی ہے اور پوری دنیا کی امن و شانتی کو تاراج کرنے والے وہابی دہشت گردوں اور داعش کے نمائندوں سے دنیا کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات کو عملی زندگیوں میں برتنے کی وکالت کی ہے اور انھوں نے ہی وہابی اسلام کے مقابلے میں ایک نئی اصطلاح ''صوفی اسلام'' رائج کی ہے۔ جب یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے، تب مسلم ملکوں اور مسلم دانشوروں کی آنکھیں بھی کھلی ہیں اور سب نے حالات کا جائزہ لے کر موجودہ حقائق کا جو خلاصہ کیا ہے، اس کی ایک جھلک یہ ہے:

نئی صدی کے آغاز سے ہی اسلام اور مسلمانوں کو تشدد کا مذہب قرار دے کر مسلم ملکوں اور مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کسی طرح بھی اسلامی تصور نہیں لیکن ابوبکر بغدادی جیسے یہودی مزاج داعشی خلیفہ اور ہم نواؤں نے قرآنی آیات اور احادیث کی غلط تعبیر و تشریح کر کے مذہب اسلام کو عالمی بحث کا موضوع بنا دیا ہے اور ثقافت سے نصاب تک انتہا پسندی داخل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے وہ مسلم نوجوانوں کو انتہا پسندی کے دلدل میں ڈھکیلنا ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں مساجد کو بھی اپنے ذرائع ابلاغ کا حصہ بنا لیا ہے۔

تاریخی مساجد و مقابر کی مسماری اور اسلامی آثار و باقیات کو بموں سے اڑانے اور اکھاڑ پھینکنے سے پوری دنیا کے مسلمان اور امن پسند لوگ صرف پریشان اور فکر مند تھے لیکن اب حالات ایسے ہو گئے کہ اپنے نوجوانوں اور نئی نسل کو دہشت گردوں کی گرفت اور حصار سے محفوظ کر لینا سب سے بڑا مسئلہ ہو گیا ہے جس کی بنیاد انتہا پسندی ہے، اصول انتہا پسندانہ ہیں اور انجام بھی انتہا پسندی ہے اور پھر یہ مسئلہ بھی مسلم دانشوروں اور علمائے اسلام کے لیے درد سر بنا ہوا ہے کہ بنام اسلامی خلافت، داعش اور تمام دہشت گردوں نے اسلام کے نام پر اپنی پہچان بنانے کی حکمت عملی اپنائی ہے اور خود بھی مسلمان ہی پیش کر رہے ہیں، اس لیے عالمی سطح پر مسلم دانشوروں اور علمائے اسلام کی ذمے داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کہ وہ دین اسلام کا صحیح چہرہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور بنام مسلم ''دولت اسلامیہ عراق و شام'' وغیرہ کی خلافت کی حقیقت سے پردہ اٹھا دیں، اسی میں مسلمانوں کی عالمی بھلائی پوشیدہ ہے اور یہ اِس وقت دین اسلام کی عظیم خدمت بھی ہو گی اور قلمی و فکری جہاد بھی۔

اِس صورت حال سے وہ ممالک اور مسلم حکمراں زیادہ متاثر ہیں جو بنام اسلام و مسلم اس انتہا پسندی کے فروغ میں ممکنہ خطرات کو محسوس کرنے یا پھر نشان دِہی کے باوجود یقین کرنے میں ناکام رہے، انھیں آج اپنی غفلت اور غلطی کی بھاری قیمت چکانی پڑ رہی ہے۔ ان کی خاموشی اور منافقت کا ہی نتیجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کی قدیم نشانیوں، اسلامی تہذیب و ثقافت کی علامتوں اور تاریخی آثار و باقیات کو دہشت گردی کی بھینٹ چڑھا دِیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ان ملکوں کی تاریخی شناخت بھی مٹ گئی بلکہ خود اُن کا وجود بھی مٹ گیا، یا آج خطرے میں ہے۔ انھوں نے سب سے بڑی اور تاریخی غلطی یہ کی ہے کہ مسلم ملکوں کے خلاف اقوام متحدہ کے ہر اُس فیصلے کی حمایت کر دی جس سے اسلامی آثار و تاریخ اور مسلمانوں کے مفادات کو براہ راست نقصان پہنچا، البتہ امریکہ و اسرائیل کے مفادات ضرور حاصل ہوئے۔

اسی طرح ان کی ایک لمحے کی غلطی مسلمانوں اور مسلم ملکوں کو برسوں پریشان رکھے گی کیوں کہ انھوں نے عدل و انصاف کا نظام تباہ و برباد کرنے والی (یورپ و امریکہ اور اقوام متحدہ کی) ہر اسکیم کی حمایت کی ہے اور عملی تعاون پیش کیا ہے۔ حالاں کہ بحیثیت مسلمان انھیں یہودیوں اور عیسائیوں سے زیادہ اِس حقیقت کا علم اور اندازہ تھا کہ عدل و انصاف کے دم توڑتے ہی بدعنوانی اور دہشت گردی جنم لیتی ہے جس کا انجام بھی وہی بھگت رہے ہوتے ہیں جنھوں نے عدل و انصاف کا دم توڑا ہے اور ہوش سنبھالنے تک انجام بھگتنا ہی ہو گا۔

اِن سبھی حالات اور مسائل کے پس منظر میں جھانک کر دیکھیں گے تو تین طرح کے لوگ نظر آئیں گے جو، آج امن پسندی، انسانیت، رواداری اور اخلاق واحسان کی بات کر رہے ہیں:

● وہ لوگ جو حالات سے مجبور ہو گئے ہیں اور ہر جگہ سے ٹوٹ کر بکھر گئے ہیں تو، امن وشانتی کی تلاش میں مذہب کا شامیانہ ڈھونڈ رہے ہیں اور انسانیت کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں، حالاں کہ پہلے انھیں بھی اسلام، اسلام، اسلام کے فریبی نعروں اور ''اسلام خطرے میں ہے'' کی پالیسی میں مزہ آ رہا تھا، دلوں میں نرمی کا سمندر تھا، جی جان لگانے کی قسمیں کھا رہے تھے لیکن جیسے ہی خود اُس انتہا پسندی کے شکار ہوئے یا اُس انتہا پسندی کو مٹانے والوں کی دہشت گردی کے شکار ہوئے کہ انھیں دین اسلام کی امن وشانتی کی تعلیمات اور ہدایات یاد آ گئیں۔ اب وہ امن کی بات کرتے ہیں، انسانیت کی دہائی دیتے ہیں اور باہمی رواداری کی وکالت کرتے ہیں۔

کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی یوں کوئی با وفا نہیں ہوگا

● دوسرے وہ لوگ ہیں جنھیں اپنے مفادات سے مطلب تھا، بنیادی طور سے وہ امن پسند ہی تھے لیکن مفادات کے لیے انتہا پسندی شعار کر لی تھی یا پھر مفاد کی خاطر انتہا پسندی کے لیے دلوں میں نرم گوشہ بنا رکھا تھا لیکن جب اندازہ ہوا کہ وقتی مفادات کی امید میں مستقبل کی امیدوں کا جنازہ اٹھ جائے گا تو، انھیں احساس ہوا کہ امن پسندی اور مظلوموں کی حمایت سے ہی ہمارا مستقبل وابستہ ہے۔

● وہ لوگ جو بنیادی طور سے امن پسند ہیں، فکری اور نظریاتی اعتبار سے بھی ظلم وبربریت سے نفرت کرتے ہیں اور عملی طور سے بہر حال نفرت وانتہا پسندی ان کا شیوہ اور مزاج نہیں۔ ہمیشہ ہی اس کی تردید ومخالفت کرتے رہے ہیں اور خراب حالات میں خود کو خطرے میں ڈال کر امن پسندی، رواداری کی تبلیغ، انسانی حقوق کی حمایت اور انسانیت کی تعلیم دیتے رہے ہیں کہ ان کی فطری حقیقت بھی یہی ہے۔

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے آج صوفی اسلام کے پرچم تلے پوری دنیا میں امن وشانتی کی تبلیغ شروع کی ہے اور کامیابی کے ساتھ اسلام کا صحیح اور پاکیزہ چہرہ پیش کرنے میں کوشاں ہیں اور وہابی اسلام کی حقیقت سے پردہ اٹھانے میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔

ایسے لوگوں اور ہندوستان میں اس فکر کے نمائندوں کی ترجمان تحریک ''آل انڈیا علما ومشائخ بورڈ'' بھی ہے۔

آل انڈیا علما ومشائخ بورڈ، ہندوستان میں سنی مسلمانوں کی ایک مضبوط ومتحرک تنظیم اور مستحکم تحریک ہے۔ اس نے موجودہ عالمی اور ملکی حالات کے تناظر میں فوری ضرورت محسوس کرتے ہوئے انٹرنیشنل صوفی سیمینار وکانفرنس کرنے کا عزم کر لیا ہے اور تاریخ ومقامات کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اس کا خاص اور بنیادی مقصد یہی ہے کہ شریک ہونے والے تمام مندوبین اور تمام سامعین وحاضرین انتہا پسندی اور دہشت گردی کی بنیاد کو سمجھ سکیں اور صحیح نتائج سے آگاہ ہو سکیں کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کس طرح عالمی، قومی اور علاقائی سطح پر کن کن صورتوں اور شکلوں میں امن وشانتی کے ماحول پر اثر انداز ہو رہی ہے، اس کے اسباب وذرائع کیا ہیں اور کتنے مؤثر ہیں پھر ہم کس طرح کی تیاری کریں اور حکمت عملی اپنائیں کہ اپنے ملک اور سماج کو اس سے محفوظ رکھ سکیں۔

یقیناً آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ ایسی صورت حال سے نکلنے اور سماج وقوم کو نکالنے کے راستے کیا ہو سکتے ہیں، انتہا پسندی پر آمادہ کرنے والوں اور ایسی تحریکوں سے ان کو دور رکھنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ غور وفکر کرنے کا اِس سے اہم وقت کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ نئی صدی میں مسلم معاشرے میں وہابیوں اور خارجیوں کا ظہور نئے چہروں کے ساتھ ہو رہا ہے، ان کی شناخت کیسے ہوگی۔ انتہا پسندی کو فروغ دینے کی خاطر قرآنی آیات اور احادیث کی غلط اور من مانی تشریح وتعبیر کے بھیانک نتائج کیا ہو سکتے ہیں، اس کی گہرائی میں اتر کر اسباب پر فکر وتدبیر کون کرے گا؟ عالمی منظر نامہ بھی ہمارے سامنے ہے اور ملکی منظر نامہ بھی سامنے ہے، ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہندوستانی مسلمانوں میں انتہا پسندی کو کس حد تک قبول کرنے کے رجحانات پنپ رہے ہیں اور ملک وبیرون ملک دہشت گردانہ حادثوں پر مسلمانوں کا ردِ عمل کیسا ہے اور کتنا جارحانہ ہے؟

اِس عالمی صوفی سربراہ کانفرنس میں اِن سب مسائل پر زمینی حقائق اور مشاہدات کی روشنی میں بحث ہوگی۔ ہندوستان صوفیوں کی سرزمین ہے، یہاں صوفیہ کی روحانی تعلیمات، ہدایات اور فلاح وصلاح کے ترجیحی اقدامات سے دنیا واقف اور مانوس ہے، یہاں کے لوگ صوفیہ اور مشائخ کی بارگاہوں، اسلامی درس گاہوں، مساجد،

خانقاہوں اور کسی بھی سلسلہ طریقت کے روحانی مراکز کو امن وشانتی کا گہوارہ سمجھتے ہیں، اس لیے ان سے امن وشانتی کی امید بھی لگائے رہتے ہیں، تو لامحالہ امن وشانتی کو بھنگ کرنے والے انتہا پسندوں اور اُن کی دہشت گردانہ حرکتوں پر اُن کی امید بھری نگاہیں ان روحانی مراکز کی طرف اٹھتی ہیں، ایسی صورت میں صوفیہ ومشائخ کی ذمے داری اور فرائض دوچند ہو جاتے ہیں۔

اسی منصبی ذمے داری کے احساس نے ایک انٹرنیشنل صوفی کانفرنس پر آمادہ کیا ہے کہ یہ حالات کا تقاضہ ہے اور موجودہ وقت کی ضرورت بھی۔ اس لیے ہم سب کی ذمے داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔

قومی اور عالمی سطح پر انتہا پسندوں اور مذہب ومسلک کے نام پر اپنی شناخت بنانے والوں نے اسلام کے بھی دو چہرے بنادیے ہیں، ان کی حرکتوں کی وجہ سے ہی آج صوفی سنی اسلام بنام وہابی اسلام کی اصطلاح رائج ہوئی ہے اور پوری دنیا میں اِن دو چہروں پر بحث ہو رہی ہے جن کے نتیجے میں اسلام بھی بحث کا موضوع بنا دیا ہے۔ اس لیے ایک ذمہ داری یہ بھی ہم پر عائد ہو جاتی ہے کہ ہم اسلام کا قرآنی چہرہ واضح کر کے پیش کریں اور اسلام کے ساتھ وہابیت کا لاحقہ ختم کرنے کی تدبیر کریں تاکہ اسلام کے ساتھ وہابی لاحقہ کی بحث ہی ختم ہو جائے، اگر ہم اس میں کامیاب نہ بھی ہوں، جب بھی حق کو باطل سے واضح کرنے کا ثواب ہمیں ضرور ملے گا۔

اِن حالات کے آئینے میں ہمیں اپنا چہرہ بھی دیکھنا ہے کہ ہماری عوام ہماری امامت میں نماز پڑھتی ہے لیکن وہی قوم ہماری قیادت میں کھڑا ہونے کو تیار نہیں، کیا یہ صوفیہ کے مذہب ''خدمت خلق'' سے دوری اور ہماری اخلاقی ابتری کا نتیجہ تو نہیں؟ ہمیں اسی آئینے میں یہ چہرہ بھی دیکھنا اور دِکھانا ہے کہ ہندو پاک کے جن منافقوں نے عرب وترک وخلیج اور یورپ وافریقہ میں اپنے آپ کو بحیثیت صوفی اور خانقاہی متعارف کر رہا ہے، ان کی حقیقت کیا ہے اور ان کا حقیقی چہرہ کیا ہے، وہ آئینہ یہ ہے کہ اس کانفرنس میں عرب ویورپ اور ہندوستان کے سبھی صوفی خانقاہی چہرے ایک ساتھ جمع ہوں گے، اس وقت اندازہ ہوگا کہ صوفیہ اور تصوف کے ۱۴، خانوادوں کا صحیح نمائندہ کون ہے اور نمائندگی کس روایت اور حقیقت کا نام ہے۔

یعنی ہمیں صوفیت، خانقانیت اور طریقت کے شعبے میں منافقت اختیار کر کے مذہبی انتہا پسندی کی جو حرکت ہوتی رہی ہے، اس کا چہرہ بھی دِکھانا ہے۔ اس کا صحیح وقت آ گیا ہے۔

صوفی کانفرنس کے ذریعہ سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کا عالمی اور قومی اتحاد واتفاق بھی نکھرے گا، اور یہ بھی واضح ہوگا کہ صوفیہ اور صوفی روایات کا تاریخی شجرہ، اسلامی رنگ وآہنگ کے ساتھ زمین کے ہر اُس خطے میں اپنی جڑیں جمائے ہوئے ہے جہاں جہاں مسلمانوں نے اسلام کی آواز بلند کی ہے اور فطرت وقانونِ قدرت کی شکل میں زمین کے ہر حصے میں صوفیہ کی فطری روایات موجود ہیں کہ انسانیت ہی سب سے بڑا مذہب ہے۔ وہی فطرت آج گواہی دے رہی ہے کہ تصوف، تشدد نہیں تصلب اور تائید وتسلیم کا نام ہے۔ صالح رویہ، پاکیزہ قول وقرار، رواداری اور مصلحانہ اقدار کا نام ہی تصوف ہے۔ اِس حقیقت کو عالمی میڈیا میں صلح پسند، امن کے فطری سفیروں نے بھی اِن لفظوں میں بیان کیا ہے کہ ''صوفی ازم ہی اسلام ہے'' اور ''اسلام۔ اخلاق کی زبان سے پھیلا ہے۔'' بے شک یہ حقیقت ہے تو پھر ہماری ذمے داری دوہری ہو جاتی ہے کہ موجودہ حالات کے تناظر میں اِن حقائق کو بآسانی تسلیم کے قابل بنادیں اور اسلام کو عہد جدید کی ضرورت بنادیں جیسے ہمیشہ ہی یہ ضرورت بنا رہا ہے فطری دین ومذہب ہونے کی وجہ سے۔

صوفی کانفرنس میں ۵۰ بیرونی علما ومشائخ اپنی تحریروں اور مقالات کے ساتھ شریک ہو رہے ہیں۔ ان کی شرکت یقینی ہے کیوں کہ یہ منصوبہ بندی کا بنیادی حصہ ہے۔ ۱۵۰ ہندوستانی علما ومشائخ شریک ہوں گے جو کسی عظیم دینی دانش گاہ اور کسی خانقاہ کے نمائندہ اور ترجمان ہوں گے جب کہ ۱۵۰ علما ومشائخ اہل قلم، ارباب فقہ وفتاویٰ اور صحافت وتجارت کے وہ نمائندے جو، ا

''ادب کے دائرہ میں عقائد کی درستگی اور پختگی کے ساتھ حسن عمل اورخلوص وعبادت کا نام تصوف ہے۔''

تصوف خالص اسلامی ہے۔اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔انکار وہی کرے گا جو نامسعود ہوگا۔ پیارے نبی ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارکہ کے پاس مسجد نبوی شریف میں خاص جگہ پر صحابہ کرام کو تصوف کی تعلیم دی۔ یہ مبارک جگہ ''چبوترہ اصحاب صفہ'' کہلاتی ہے۔ان اصحاب میں عشرہ مبشرہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ یہ سب ہدایت یافتہ تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

میرے جاں نثار صحابی ستاروں کی مانند ہدایت کا چشمہ ہیں جن کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔مرشد اعظم رسول اکرم کی صحبت کے اثر سے صحابہ کرام کا قلب کیا، پورا جسم نورانی ہوگیا تھا۔چبوترہ اصحاب صفہ دور نبوی کی پہلی خانقاہ اور درسگاہ ہے۔اس خانقاہ سے رشد وہدایت کا عظیم کام ہوا۔انسانیت امن اور محبت کا پیغام ساری دنیا میں گیا۔ اسلام کا معنی سلامتی اور امن کے ہیں۔مرشد اعظم نبی برحق ﷺ سارے عالم کے لیے رحمت ہیں۔ دہشت گردی کا اسلام اور خانقاہ سے دور تک تعلق نہیں اور نہ ایسا شخص صوفیہ کے زمرہ میں آتا ہے جو دہشت گرد ہو۔صوفی و درویش اور شیخ خانقاہ ہمیشہ رحم دل اور امن پسند ہوتا ہے۔خانقاہ دار العمل Laboratory ہے۔مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مہمانان رسول خانقاہ کا رخ کرتے اور صاحب ارشاد شیخ بزرگ خانقاہ کی خدمت میں رہ کر منازل سلوک طے کرتے۔

اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

دین ہوتا ہے کتابوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

شہنشاہ ولایت حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی ﷺ بغداد شریف کے مدرسہ نظامیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شیخ وقت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منازل سلوک طے کیے۔حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے تکمیل علوم کے بعد اپنے مرشد گرامی شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی خدمت میں رہ کر خانقاہی تعلیم حاصل کی اور مقام محبوبیت پایا۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ڈھائی سال رہے اور راہ سلوک طے کیا۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تو اُس وقت کے شیخ المشائخ ابوحمزہ بغدادی سے عرض کرتے اے صوفی اِس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام حنبل آپ کی رائے پر اعتماد کرتے۔(انوار قدسیہ،ص۹۱)(جاری)

☆☆☆

☆سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ فریدیہ، محلّہ کمان گران، بدایوں شریف

بلگرام شریف میں سید محمد صغریٰ کا ۷۹۱ واں سالانہ عرس اختتام پذیر

۷رنومبر ۲۰۱۵ء کو مجمع البحرین فاتح بلگرام حضرت سید محمد دعوت الصغریٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۷۹۱واں سالانہ عرس روایتی شان کے ساتھ منایا گیا۔مہمان خصوصی حضرت سید نجیب حیدر قادری برکاتی مارہروی نے فرمایا کہ حضرت سید صغریٰ کے خانوادہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ ملک کے کسی خانوادے میں اتنے زیادہ اولیا نظر نہیں آتے۔زائرین اور مریدین کے لیے صاحب سجادہ حضرت سید اویس مصطفےٰ صغروی واسطی نے یہ پیغام دیا کہ آپ لوگ اپنے ماں باپ کی خدمت کریں۔عرس میں خواتین کو ہرگز نہ لائیں، نہ یہاں اور نہ کسی دوسرے عرس میں لے جائیں۔مفتی محمد حنیف برکاتی نے کہا کہ جس طرح بزرگوں کی بارگاہوں میں ہم ایک ساتھ جمع ہوئے ہیں اور متحد ومتفق نظر آتے ہیں، اسی طرح اتحاد واتفاق کا مظاہرہ ہر جگہ ہونا چاہیے، یہی ہمارے تمام بزرگوں اور تمام اسلاف کی زندگی کا پیغام ہے۔محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی اور مولانا ذاکر حسین وسید محمد بادشاہ میاں بلگرامی نے بھی خطاب کیا۔صاحب سجادہ نے اخیر میں مریدین کو نصیحت کری کہ نمازوں کی پابندی کریں، ضرورت مندوں کی مدد کریں۔عورتوں کو تعلیم دیں اور مردوں کی بھیڑ بھاڑ کی جگہوں سے ان کو دور رکھیں، بازاروں میں عورتیں نہ جائیں۔

اجلاس کی نظامت مولانا عبدالکریم مصباحی اویسی نے کی۔مفتی حفیظ اللہ نعیمی بلرامپوری، ناصر حسین مصباحی، مولانا ناظم علی مصباحی مبارک پور، صوفی عین الحق کچھوچھوی، مولانا یونس رضا مونس اویسی وغیرہ شریک اجلاس تھے۔ رپورٹ: محمد مرتضیٰ حسین نعیمی مصباحی 7068814218

نقوش راہ　　تاریخ کا سبق

عقیدۂ ختم نبوت اور ہمارے اسلاف

محمد فروغ القادری☆

اسلامی عقیدے کے مطابق انبیائے کرام کی آمد کا سلسلہ اسی وقت سے شروع ہو گیا جب انسان کو پیدا کر کے اس کو موجودہ زمین پر آباد کیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان تھے اور پہلے نبی بھی۔ ان کے بعد ہر دور اور ہر زمانے میں تسلسل کے ساتھ انبیائے کرام جلوہ گر ہوتے رہے اور خدا کا ابدی و سرمدی پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ ساتویں صدی عیسوی کے رُبع اوّل میں کون ومکاں کے تاجدار حضور خاتم الانبیاء ﷺ تشریف لائے۔ آپ پر رب کائنات نے کتاب مقدس قرآن نازل فرمائی۔ اس کتاب میں یہ باضابطہ اعلان کر دیا گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اسی کے ساتھ وہ نبیوں کے خاتم کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ خاتم یا ''سیل'' (Seal) کے معنی کسی چیز کو آخری طور پر مہر بند کرنے کے ہیں، یعنی اس کا ایسا ختم جس کے بعد اس میں کسی اور چیز کا اضافہ ممکن نہ ہو۔ *Seal: To Close Completely*

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے بعد ''ختم نبوت'' کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: لانبی بعدی (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ختم نبوت، ضرورت نبوت سے ہے۔ محمد عربی اروا حنا فداہ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بند کر دیا گیا کہ ان کے بعد اب کسی نئے نبی کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی، نہ اب کوئی ظل نبی ہوگا، نہ بروزی نبی ہوگا، نہ عطائی نبی ہوگا، نہ تشریعی و غیر تشریعی نبی ہوگا۔ حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے لائے ہوئے دین برحق کے ساتھ استثنائی طور پر ایسا ہوا کہ وہ کامل پر محفوظ کر لیا گیا اور جب دین مکمل طور پر محفوظ ہو جائے، تو اس کے بعد یہی محفوظ دین، ہدایت حاصل کرنے کا مستند ذریعہ بن جاتا ہے۔

خدا کی ہدایت کو جاننے کے لیے اصل ضرورت محفوظ دین کی ہے اور اس دین کی حفاظت رب کریم نے اپنے ذمۂ کرم میں لی ہے اور قیامت کی صبح تک اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ یہ باقی رہنے والا دین ہے۔

پیغمبر گرامی وقار ﷺ کے ساتھ استثنائی طور (*Exceptional*) پر بات سامنے آئی کہ آپ کو اتنی بڑی تعداد میں قابل اعتماد رفقاء اور جاں نثاروں کی جماعت من جانب اللہ عطا کی گئی کہ وہ اپنی ناقابل تسخیر ایمانی قوتوں سے بحر و بر پر حاوی ہونے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ یہ ایک انتہائی طاقتور ٹیم تھی۔ مورخین اور سیرت نگاروں کی شہادت کے مطابق اس ٹیم کا ہر فرد عزم وعمل کا کوہ گراں تھا۔ اس وقت عرب سے باہر دو بڑے ایمپائر موجود تھے۔ بازنطینی ایمپائر اور ساسانی ایمپائر (Byzantine Empire & Sassanid Empire) یہ دونوں ایمپائر اسلامی مملکت کے خلاف ہو گئے تھے۔ اس طرح دونوں کے درمیان ٹکراؤ ہوا، اس ٹکراؤ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام کو جیت ہوئی اور دونوں ایمپائر ٹوٹ کر ختم ہو گئے۔ یہی وہ عظیم واقعہ ہے جس کو بائبل میں بطور پیشن گوئی اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ''ازلی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے''

And Everlasting Mountmns Were Scatterd

اس طرح رسول گرامی وقار ﷺ کے وصال مبارک کے فوری بعد ایک عظیم مسلم سلطنت بن گئی جو اسلام کی پشت پناہی پر ایک مضبوط سیاسی طاقت کی حیثیت رکھتی تھی۔ اصحاب رسول اور اہل اسلام کا یہ سیاسی غلبہ تاریخ کا ایک استثنائی واقعہ تھا۔ مؤرخین نے عام طور پر اس کا اعتراف کیا ہے۔ The Historical Role of Islam کے مصنف نے اس اسلامی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے اسے تمام معجزات میں بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

The Expansion of Islam is the Most Mirraculous of All Miracles.

نبی گرامی وقار ﷺ کے مقدس صحابہ نے قرآن عظیم اور سیرت رسول کی حفاظت کا عظیم فریضہ انجام دیا ہے۔ قرآن کو پڑھنا، قرآن کو لکھنا، ان کی پاکیزہ زندگی کا سب سے محبوب مشغلہ تھا۔ اس طرح اصحاب رسول کی جماعت گویا زندہ کتب خانہ بن گئی پھر جب مسلم

سلطنت قائم ہوئی تو حفاظت قرآن کی مہم کو ایک سیاسی طاقت کی تائید بھی حاصل ہوگئی۔ حفاظت قرآن کا یہ سلسلہ تقریباً ایک ہزار سال تک غیر منقطع طور پر چلتا رہا۔ یہ کسی کتاب کی حفاظت کا استثنائی معاملہ ہے جو قدیم زمانے میں کسی بھی کتاب کے ساتھ پیش نہیں آیا۔

یہ تمام باتیں اسی لیے ہیں کہ آپ ''خاتم النبیین'' بن کر جلوہ گر ہوئے۔ جس طرح آپ کی نبوت و رسالت باقی رہنے والی ہے اسی طرح آپ کی نبوت مطلقہ اور سیادت عامہ پر بطور برہان وہ کتاب مبین بھی باقی رہنے والی ہے، جو آپ کی خاتمیت کبریٰ کی تمام تر صداقتوں کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔

''عقیدۂ ختم نبوت'' ہمارے دین کی بنیاد اور اساس ہے۔ قرآن وسنت میں ایک اہمیت اور عظمت واضح طور پر بیان دمادی گئی ہے اور پوری ملت اسلامیہ کا عہد صحابہ سے آج تک اجماع ہے کہ حضور ختمی مرتبت نبیِ رحمت امام الاولین والآخرین سلسلۂ نبوت ورسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو کذاب دجال اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔

سید المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ''خاتم النبیین'' کی تشریح کرتے ہوئے تفسیر ابن عباس میں فرماتے ہیں :ختم اللہ به النبيين قبله فلايكون نبى بعدهٗ. خاتم النبیین کا یہ معنی ہے کہ اللہ کریم نے سلسلۂ نبوت آپ کی ذات اقدس پر ختم کردیا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں (عربی سے ترجمہ) پس یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، تو جب کوئی نبی نہ ہوا، تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا کیوں کہ مرتبۂ رسالت مرتبۂ نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے، لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں اور اسی پر رسول اللہ ﷺ سے احادیث متواترہ مروی ہوئی ہیں جن کو صحابۂ کرام کی بڑی جماعت نے آپ سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام اعظم کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے کہا کہ مجھے مہلت دو تا کہ اپنی نبوت پر دلائل پیش کروں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے بعد دعویٔ نبوت کرے وہ بھی کافر ہے اور جو، اس سے دلیل طلب کرے وہ بھی کافر ہے کیوں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت مجدد دین اسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیا و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اِس کا منکر ہو یا اُس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ آیت کریمہ :ولكن رسول الله وخاتم النبيين وحدیث متواترہ لا نبی بعدی سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً خلفاً یہی معنی سمجھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔''

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نبوت کا مسئلہ عقیدے سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا اُس کا اثبات صرف قرآن عظیم کی آیات صریحہ اور احادیث متواترہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ اخبار احاد بھی عقائد کے اصلاح کے لیے کافی نہیں اور نہ ہی فلاسفہ کے مبہم اقوال اس بحث میں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت کی تبلیغ پر مامور کیا ہو۔ خواہ وہ شریعت سابق ہو یا جدیدہ۔ گویا وہ اپنے اللہ کا منتخب اور مجتبیٰ ہوتا ہے۔ یہ بات عام انسانی اختیارات سے بالاتر ہے کہ وہ اپنے مجاہدات ومکاشفات کے ذریعے نبی بن جائے۔ اللہ جسے چاہے نبوت عطا فرمائے۔ یہ من جانب اللہ ہوتے ہیں۔

نبی کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی صداقت پر معجزہ پیش کرے کیوں کہ بغیر معجزہ، نبوت صادقہ اور نبوت کاذبہ میں امتیاز نہیں ہوسکتا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ انبیا میں سے کوئی نبی نہ تھا مگر اسے ایسی نشانیاں دی گئیں جو ایک بشر کے ایمان لانے کے لیے کافی تھیں۔

نبی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ جس قوم کی طرف منسوب ہو، اس کی زبان جاننے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ہم نے کسی قوم کی طرف رسول نہیں بھیجا، مگر اس قوم کی زبان میں (سورۂ ابراہیم) اور یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ نبی پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اس کا مفہوم و مطلب پوچھنے میں دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کو ثابت کرنے اور لكن رسول الله وخاتم النبيين

سے تعارض اٹھانے کے لیے غیر مستقل نبوت کا سہارا لیا ہے اور اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو کبھی امتی نبی، کبھی غیر تشریعی نبی اور کبھی ظلی و بروزی نبی کہتا ہے لیکن تمام اصطلاحات غیر اسلامی ہیں۔قرآن عظیم اور احادیث متواترہ سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نبی کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وحی حاصل کر کے لوگوں کو پہنچائے۔خواہ اسے شریعت سابقہ کی وحی کی جائے یا جدیدہ کی اور جس شخص کو اللہ نے یہ منصب دے دیا وہ حقیقی، مستقل اور تشریعی نبی ہے۔ظل، بروز اور امتی نبی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔قرآن عظیم کے ارشاد سے یہ بات ظاہر ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جس کی طرف اللہ وحی فرمائے اور یہ بھی کہ نبی کے ذمہ وحی سے حاصل شدہ احکام کو بیان کرنا ہے۔ پس جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے وہ حقیقت میں نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرتا ہے۔

جس طرح اللہ واجب اور مستحق عبادت ہے، اِس کے سوا الوہیت کا اور کوئی مفہوم نہیں۔اسی طرح وحی اور اس کی تبلیغ کے سوا نبوت کا کوئی مفہوم نہیں اور جس طرح کوئی شخص ظلی اور بروزی خدا نہیں ہوسکتا اُسی طرح کوئی شخص ظلی اور بروزی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات میں جس قدر چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان کو تدریجاً اپنے کمال طبعی تک پہنچایا ہے۔جب تک کوئی شے اپنے کمال طبعی تک نہیں پہنچتی اس وقت تک اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں اور جب وہ ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اپنے منتہائے کمال تک پہنچ جاتی ہے تو آخر عمر تک وہ اسی مرتبے پر رہتی ہے اور اس میں کوئی اضافہ اور ترقی نہیں ہوتی۔اسی نہج پر اللہ تعالیٰ نے نظام شریعت قائم کیا، شرائع اور احکام کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہو کر اپنے ارتقائی منازل طے کرتا ہوا حضور سید عالم ﷺ تک پہنچ کر اپنے منتہائے کمال تک آ پہنچا۔اس طرح رسالت، نبوت اور شریعت کی جس قدر اصطلاحیں تھیں وہ سب آپ ﷺ پر ختم ہو گئیں اور آپ کے بعد ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔(مقالات سعیدی)

''خاتم النبیین'' کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ بعثت انبیاء کا سلسلہ حضور پر ختم ہو گیا ہے اور آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوسکتا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک خاتم کا معنی مہر ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضور کو اللہ نے نبوت کا مہر بنایا ہے اور جس شخص پر حضور اپنی مہر لگا دیں وہ نبی بن جاتا ہے(العیاذ باللہ) چنانچہ میں بھی حضور کی مہر سے نبی بن گیا ہوں۔اس کا جواب یہ ہے کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے، حضور کا منصب نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :الله اعلم حیث یجعل رسالته۔(الانعام ۱۲۴) اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کسے رسول بنائے گا۔معلوم ہوا کہ رسالت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، حضور نہیں ہے۔

جس شے کو بند کرنے کے بعد اس پر سیل اور مہر لگا دیتے ہیں اس کو عربی میں ختم سے تعبیر کرتے ہیں جیسے فرمایا گیا:ختم الله علی قلوبهم کفار و مشرکین کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے یعنی اب ان میں ہدایت نہیں آسکتی۔اسی طرح ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سلسلۂ نبوت پر حضور کے ذریعے مہر اور سیل لگا دی ہے۔اب حضور کے بعد اس میں کسی کی مزید نبوت کا اضافہ نہیں ہوسکتا۔

حضور خاتم النبیین علیہ التحیۃ والثناء کے عہد مبارک میں جب مسیلمۃ الکذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ کے خلیفۂ اعظم اور تحریک ختم نبوت کے مجاہد اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں پوری قوت کے ساتھ اس فتنے کی سرکوبی فرمائی۔حضور کے وصال ظاہری کے بعد جس مسئلہ پر صحابۂ کرام کا سب سے پہلا اجماع ہوا، وہ ختم النبوۃ کا مسئلہ تھا۔حالانکہ مسیلمۃ الکذاب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح حضور سرور کائنات ﷺ کی نبوت اور قرآن عظیم کا منکر نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کی طرح حضور کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔یہاں تک کہ اس کے اذان میں اشهد ان محمد رسول الله پکارا جاتا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔۹ھ میں بنو حنیفہ کا جو وفد بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوا تھا، اس میں مسیلمۃ الکذاب بھی تھا۔اس نے حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے بعد اپنا قائم مقام بنانے کا وعدہ کر لیا تو میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔اس وقت حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک شاخ تھی، آپ نے مسیلمۃ الکذاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ شاخ بھی مانگے گا تو میں تجھے نہیں دوں گا۔''

مسیلمۃ الکذاب جب اپنے قبیلے میں پہنچا تو اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کے ساتھیوں نے یہ مشہور کر دیا کہ محمد رسول اللہ نے مسیلمۃ الکذاب کو اپنا شریک کار تسلیم کر لیا ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس کذاب کی خبر

پہنچی تو آپ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ بعدازاں اس کی مدد کے لیے حضرت شرجیل بن حسنہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور کئی دیگر مہاجرین کے دستے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے روانہ کیے گئے۔ مؤرخین کی رائے ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد ''یمامہ'' کا معرکہ سب سے بڑا معرکہ تھا۔ جنگ یمامہ میں ہی صحابۂ کرام نے ''یا محمداہ'' کا نعرۂ مستانہ بلند کرکے جھوٹی نبوت کے اس قلعے کو ہمیشہ کے لیے پیوند خاک کردیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ قیامت تک مجاہدین ختم نبوت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد جس کذاب نے بھی اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے کی کوشش کی تو اہل ایمان نے عشق رسالت کے جذبے سے سرشار اسوۂ صدیق پر چلتے ہوئے ان جھوٹوں کی جھوٹی نبوتوں کے محلات کو زمیں بوس کردیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ صحابۂ کرام کے عہد مبارک سے لے کر آج تک اجماعی مسئلہ رہا ہے اور اس پر امت کے تمام افراد کا ہر دور اور ہر زمانے میں اتحاد رہا ہے۔ بلاشبہ صحابۂ کرام کا یہ عمل آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز اسلامیان ہند کے جذبۂ حریت اور شوق جہاد سے حد درجہ خوف زدہ تھے کیوں کہ انھیں علم تھا کہ جب تک اس سرفروش قوم کے دلوں سے جذبۂ جہاد نکالا نہیں جاتا تب تک اس قوم کو غلام نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے انھوں نے ایک ایسے شخص کو تیار کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا جو مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو فنا کردے۔ یہ قرعہ انگریزوں کے ایک نمک خوار مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نکلا جس نے پہلے مسیح مولود پھر باضابطہ نبی ہونے کا دعویٰ کردیا اور کہا کہ میری نبوت میں جہاد کرنے کا حکم منسوخ کردیا گیا ہے۔ اب برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کو انگریزی حکومت کا وفادار بن کر رہنا چاہیے اور جہاد کے جذبے سے دستبردار ہوجانا چاہیے۔

مرزا قادیانی کے دعوۂ نبوت کے بعد برصغیر کے علمائے اسلام میدان عمل میں اتر آئے اور انھوں نے اس جھوٹے نبی کے مکر وفریب سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادی۔ انھوں نے ہر محاذ پر اس کا مقابلہ کیا، اس سے مناظرے کیے اور دلائل وبراہین کی قوت سے اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ اس کی جھوٹی نبوت کے رد میں بے شمار کتابیں لکھیں تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

دوسری طرف انگریزی خواں طبقے کے سامنے ختم نبوت کے مسئلہ کو جدید رنگ میں پیش کرنے کا موقع حضرت علامہ اقبال کو نصیب ہوا جنھوں نے نہ صرف برصغیر میں قادیانیت کو بے نقاب کیا بلکہ یورپ میں بھی اس فتنے کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی۔ علامہ اقبال کی رائے میں اگر مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ نہ بھی کرتا، صرف جہاد ہی کی مخالفت کرتا، تب بھی وہ امت محمدیہ میں شامل نہیں رہ سکتا کیوں کہ فرضیت جہاد کا حکم قرآن عظیم میں موجود ہے اور قرآن مجید کی کسی نص کا انکار ہی دائرۂ اسلام سے خارج کردیتا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک ایسی نبوت ''برگ حشیش'' کی مانند ہے جس کے عناصر میں قوت وشوکت اور دینی حمیت کا پیغام نہ ہو۔ وہ خود فرماتے ہیں:

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

اپنی شاہکار تصنیف ''رموز بے خودی'' میں ختم نبوت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم، وما اقوام را
لا نبی بعدی ز احسان خدا است — پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

ایک موقع پر علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو کو ایک مکتوب کا جواب دیتے ہوئے واضح الفاظ میں لکھا کہ

''میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمد (قادیانی) اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

(THOUGHTS AND REFLECTIONS (OF IQBAL-(PAGE306)

جامعۃ الازہر الشریف قاہرہ مصر عالم اسلام کی قدیم ترین اور ممتاز ومعتبر درسگاہوں میں سے ہے اور وہاں کے اساتذہ اور علمائے کرام کی آراء کو عالم اسلام میں بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں قادیانیوں نے کوشش کی کہ کسی طرح جامعۃ الازہر کے علماء سے اپنی تائید میں فتویٰ حاصل کیا جائے۔ اس گروہ کا خیال تھا کہ اگر کسی دھوکے دہی، فریب کاری اور سخن سازی کے نتیجے میں الازہر سے کوئی ایسی تحریر حاصل کرلی جائے جس سے قادیانیوں کی حمایت کا پہلو نکلتا ہو یا نکالا جاسکتا ہو تو اس کے ذریعے سے دنیا کے بہت سے ناخواندہ

مسلم عوام کو اپنے دام فریب میں لینے کا موقع میسر آجائے گا۔اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے لیے دو قادیانی مبلغین مصر بھیجے گئے اور انھیں طالب علم کی حیثیت سے جامعۃ الازہر کے کلیۃ اصول الدین میں داخل کرایا گیا۔ داخلہ ملتے ہی ان دونوں مبلغین نے مصر میں قادیانیت کے فروغ کے لیے کام شروع کردیا، ابتدا میں انھوں نے دو عربی کتابچے تعلیم الاحمدیہ اور الاحمدیہ کما عرفناها چھاپ کر مصری مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی۔ واضح رہے کہ سرزمین مصر پر فرقۂ قادیانیت کا یہ پہلا تعارف تھا۔

اس زمانے میں مفتی شیخ محمد عبدہٗ کے تلمیذ رشید اور علامہ ڈاکٹر اقبال کے گہرے دوست شیخ مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر تھے۔ان کو جب قادیانیوں کی اس ناپاک حرکت کا علم ہوا تو انھوں نے کلیۃ اصول الدین کے سربراہ الشیخ عبدالمجید الامبان کی سرکردگی میں ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جس کے سپرد یہ کام ہوا کہ وہ ان دونوں طالب علموں کے معاملے کی تحقیقات کرے کہ یہ کون سے لوگ ہیں، کس فرقے سے ان کا تعلق ہے اس کمیٹی میں جامعۃ الازہر کے متعدد جید علماء بھی شامل تھے۔ان حضرات نے ان دونوں افراد کے سلسلے میں مفصل تحقیقات کی، قادیانیوں کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور آخر میں ایک جامع رپورٹ شیخ الازہر شیخ مصطفےٰ المراغی کو پیش کیا۔ اس رپورٹ میں قادیانیوں کے عقائد کا جائزہ لینے کے بعد بتایا گیا کہ قادیانی کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔اس رپورٹ کے ملنے کے بعد مذکورہ دونوں قادیانی طلباء کافر و مرتد قرار دیے گئے اور انھیں جامعۃ الازہر سے خارج کردیا گیا۔اور آئندہ جامعۃ الازہر میں قادیانی طلباء کے داخلے پر ہمیشہ کے لیے پابندی عائد کردی گئی۔

اس وقت پوری دنیا میں ختم نبوت کے منکر بہائی یا قادیانی ہیں۔ امریکہ اور جرمنی میں ایک ایسا گروپ موجود ہے جو علی جاہ کی نبوت کا قائل ہے۔ بہائی اور علی جاہ کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں۔سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ان کے دو فرقے ہیں۔ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے (معاذ اللہ) دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے۔اسے لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہوگیا، قادیانی اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔

۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو حزب اختلاف کی طرف سے پاکستان کی قومی اسمبلی (PARLIAMENT) میں ایک قرارداد پیش ہوئی۔ یہ قرارداد قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے پیش کی جس پر ۱۵؍ارکان پارلیمنٹ کے دستخط تھے۔ اس کے ساتھ ہی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے ایک تحریک پیش کی جس میں پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا۔اس کے سامنے غور کرنے کے لیے دو قراردادیں پیش کی گئیں۔ اجلاس میں یہ بھی طے ہوا کہ اس خصوصی کمیٹی کے لیے چالیس ارکان کا کورم ہوگا۔ ۳۰؍ارکان حزب اقتدار اور ۱۰؍ارکان حزب اختلاف سے ہوں گے۔اس کے ساتھ ہی دو ہفتے کے لیے قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کردیا گیا اور خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلے پر بحث شروع ہوئی۔اس کے مطابق قادیانی اور لاہوری دونوں گروپ نے اپنے محضر نامے قومی اسمبلی (پاکستان) میں علیحدہ علیحدہ مختلف اوقات میں پیش کیے۔ان کے جواب میں علمائے اہل سنت نے بھی قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کے نام سے اپنا تفصیلی موقف پیش کیا۔

یہ موقف دو حصوں پر مشتمل تھا۔ایک حصہ مذہبی مباحث پر مشتمل تھا جسے علامہ سید ابوالحسنات قادری نے مرتب فرمایا تھا جب کہ دوسرا حصہ قادیانی سیاست اور ان کے عزائم کے بارے میں تھا جسے شیخ الحدیث شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی الازہری نے مرتب کیا تھا۔ان حضرات کی معاونت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے تلمیذ حافظ ملت حضرت علامہ مفتی محمد ظفر نعمانی اعظمی، مجاہد ملت پاکستان حضرت علامہ عبدالستار خاں نیازی، حضرت علامہ مفتی خلیل احمد برکاتی نے حوالے جات کی ترتیب و تدوین میں نمایاں کردار پیش کیا لیکن باقاعدہ دونوں محضر ناموں کے جواب میں علامہ شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں زبردست خطاب فرمایا اور ان کے طرف سے اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دِیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کی طرف سے اس وقت کا سربراہ مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ ۵؍سے ۱۰؍اگست اور ۲۰؍سے ۲۴؍اگست تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد کا بیان، اس سے سوالات و جوابات اور اس پر جرح ہوئی۔ان گیارہ دنوں میں ۴۲؍گھنٹے مرزا ناصر

پر جرح ہوئی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے بھرے ایوان میں عقیدۂ ختم نبوت پر شب خون مارنے کو دندان شکن جوابات دِیے۔ عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی ان کی قد آور آواز نے قادیانی نمائندوں کو بھری محفل میں شکست و ریخت سے دوچار کر دیا۔

بالآخر ان کا جذب جنوں کیش کام آیا اور مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دیا اور پاکستانی دستور میں غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے انھیں تسلیم کیا گیا۔

قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد اور جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کے خلاف جو جامع قرارداد پیش کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

''مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یوں اس نے بہت سی آیات قرآنی کو جھٹلایا ہے۔ جہاد کو ختم کرنے، مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنے، اسلام کے بڑے بڑے احکام کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی ہے۔ امت مسلمہ کا اِس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار چاہے اس کی نبوت پر یقین رکھتے ہوں یا پھر اسے ایک مصلح یا مذہبی کی حیثیت سے اسے مانتے ہوں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کے پیروکار اسے چاہے کوئی نام دیں، مگر یہ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ، بنا کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انھیں چاہے کوئی بھی نام دیں، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے کہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

اس اہم قرارداد پر علما و مشائخ اہل سنت کے علاوہ دیگر مذہبی رہنماؤں اور سیاسی قائدین کے دستخط موجود تھے۔ علماء و مشائخ اہل سنت اور مسلم رہنماؤں کی مسلسل کاوشوں کے نتیجے میں ۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کو پیش ہونے والی قرارداد ختم نبوت کی روشنی میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں بشمول احمدی، قادیانی، لاہوری، مرزائی سب کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

اب جب کہ پاکستانی اسمبلی نے اٹھارہویں ترمیم منظور کر لی ہے تو ایک بار پھر مرزائی اور قادیانی جماعتیں اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر سرگرم عمل ہیں اور اس قرارداد کے خاتمے کے لیے کوشاں ہیں۔ امریکہ، یورپ اور افریقی ممالک میں ان کا ٹیلی ویژن نیٹ ورک شب و روز گم راہ کن پروپیگنڈے میں لگا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے علماء و مشائخ اور مذہبی و سیاسی قیادتیں ان کی ریشہ دوانیوں کے مد مقابل میدان عمل میں آئیں۔ اسی میں ملت اسلامیہ کی بقا کا راز مضمر ہے۔

۱۹۰۰ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ علمائے اہل سنت نے اس کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنایا اور اس کا ردِ بلیغ کیا۔ اسی زمانے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی نے مرزا قادیانی کی تردید میں متعدد کتابیں لکھیں۔ ان میں **السوء العذاب علٰی مسیح الکذاب، ختم نبوۃ، قھر الدیان علی مرتد قادیان، المبین ختم النبیین، المرتد القادیانی، اثبات حیات المسیح** مشہور تصانیف ہیں۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجددی گولڑوی (راولپنڈی) نے مرزا قادیانی کا نہ صرف رد فرمایا بلکہ تحریری طور پر شمس الہدایۃ اور سیف چشتیائی لکھ کر اس کا رد بلیغ بھی کیا۔ آپ مرزا قادیانی کی دعوت مناظرہ اور مباہلہ کو قبول کر کے خود لاہور تشریف لائے مگر مرزا قادیانی سامنے نہیں آیا۔ آپ کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا ہیضہ اور دست کے عارضے کا شکار ہو کر واصل جہنم ہوا۔

۱۹۵۳ء میں کم از کم ۳۰ ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ فقط اس وجہ سے پیش کیا کہ ختم نبوت پر قدغن برداشت نہیں کیا جائے گا۔ منکرین ختم نبوت کو اسلام سے الگ ملت قرار دیا جائے۔ اس جدو جہد کے نتیجے میں مجاہد اہل سنت عبد الستار خاں نیازی، فقیہ اہل سنت، تلمیذ صدر الشریعہ حضرت علامہ خلیل احمد برکاتی قادری کو سزائے موت سنائی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی اور اس سزا سے باعزت بری ہوئے۔ ہم بھی اسی طرح فصیل ختم نبوت کی حفاظت کون و مکان کے تاجدار کے غلام، قیامت کی صبح تک کرتے رہیں گے۔

☆☆☆

00447791097393
E-mail: mfquadri@hotmail.co.uk

شخصیات اسلام

حضرت مجدد الف ثانی اور مکتوبات امام ربانی

فہیم احمد ثقلینی ازہری ☆

اہل صدق وصفا وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنے ایمان و اعتقاد کی درستگی کے ساتھ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل ہو کر زندگی کے ہر سانس کو مرضئ حق کے تابع کر لیا۔ معرفت حق سے ان کے دل معمور اور نورِ حقیقت سے ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ عبادت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ نے ان کے پیکر خاکی کو نورانی بنا دیا۔

انہی صاحب صدق و صفا اور برگزیدہ ہستیوں میں صاحب ولایت محمدیہ، حجت شریعت مصطفویہ، کاشف اسرارِ سبع مثانی، امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی حنفی نقشبندی سرہندی بھی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت زبدۃ الاولیاء حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی چشتی سرہندی کے گھر میں نورانی وروحانی ماحول میں ۱۴ر شوال المکرم ۹۷۱ھ/ ۵ر جون ۱۵۶۴ء میں ہوئی۔

بچپن سے ہی ذکاوت وسعادت کے آثار ظاہر تھے۔ شعور وآگہی کی منزل میں قدم رکھتے ہی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر مروجہ علوم وفنون معقولات ومنقولات کی کتابیں اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد فاروقی سے پڑھیں۔ تحصیل علم کے ابتدائی دور ہی سے خداداد ذہانت واستعداد کے جوہر کھلنے لگے۔ دقیق اور پیچیدہ مسائل ومضامین کے اخذ کر لینے اور اپنے الفاظ میں بیان کرنے سے کمال حاصل کر لیا پھر سیال کوٹ آ کر جامع معقولات مولانا کمال کشمیری سے عضدی وغیرہ مشکل کتابیں پڑھیں اور استاذ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سے معقولات اور علم کلام کی منتہی کتابیں پڑھیں۔ مولانا شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے بعض کتب حدیث پڑھیں۔ مولانا قاضی بہلول بدخشی سے علوم الحدیث اور علوم القران کی مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں:

''تفسیر واحدی، تفسیر بسیط، تفسیر وسیط، اسباب النزول، تفسیر بیضاوی، منہاج الوصول، الغایۃ القصوی، بخاری شریف، ثلاثیات بخاری، الادب المفرد، افعال العباد، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی، جامع صغیر للسیوطی، قصیدہ بردہ شریف، شیخ ابوسعید بوصیری۔''

سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ سلوک و تربیت کی تکمیل مختلف شیوخ سے مختلف سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل کر کے کی۔ سلسلۂ سہروردیہ میں اپنے استاذ محترم حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی سرہندی سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ سلسلۂ قادریہ میں حضرت سید شاہ سکندر قادری کیتھلی سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی نقشبندی سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ حضرت خواجہ عبدالباقی المعروف بباقی باللہ حضرت مجدد کے مرشد بیعت وخلافت ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ آپ کی تصنیفات وتالیفات اس امر پر شاہد عدل ہیں۔ آپ علوم ومعارف کے ایک سمندر تھے۔ آپ کے رشحات قلم کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ذات سے جن معارف کا صدور وظہور ہوا ہے، کسی اور سے نہیں ہوا۔ تربیت اخلاق، تہذیب نفس اور تصفیہ قلب کے لیے آپ نے جو بلیغ اور مؤثر پیرایہ بیان اختیار فرمایا ہے اس کی عمدہ مثالیں مکتوبات میں موجود ہیں۔ ان مکاتیب میں علوم شریعت، علوم طریقت اور حقائق و معارف کے بیش بہا خزانے ہیں جن سے آپ کے ارشادات وپیغامات کا فیض جاری ہے۔ مکتوبات کی روحانی عظمت کے باعث پرشکوہ الفاظ، پرمغز عبارات، وجد انگیز روانی اور جامعیت سے بھرپور خزانہ ہیں جو سلیس عام فہم زبان کے باوجود فصاحت وبلاغت کا ایک سمندر ہیں۔ ''از دل خیزد و بر دل ریزد'' کا مصداق ہیں۔ قاری کے دل پر اثر انداز ہو کر غور وفکر کی دعوت اور صراط مستقیم کے حصول میں رہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت مجدد کے مکاتیب کا آغاز اُن خطوط سے ہوا ہے جو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی کی خدمت میں ارسال کیے ہیں اور ان کی ابتدا ۱۰۰۸ھ کے اواخر سے ہوئی ہے۔ مکتوبات کا دفتر اول خواجہ یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی نے جمع کیا ہے۔ ۱۰۲۵ھ میں جب مکاتیب شریفہ کی تعداد تین سو تیرہ ہو گئی تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ انبیائے مرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب بدر علیہم الرحمۃ والرضوان کی تعداد تین سو تیرہ تھی، ان کی مناسبت سے اس دفتر کو بند کر دو۔ سال اتمام کے اعتبار سے اُس دفتر کا تاریخی نام ''درِ معرفت'' ہے۔

زبدۃ المقامات میں خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ یہ تاریخی نام حضرت مجدد کے حکم سے میں نے نکالا تھا۔ مکتوبات کا دفتر دوم خواجہ عبدالحئی حصاروی نے جمع کیا ہے، اس میں ننانوے خطوط ہیں۔ جب ۱۰۲۸ھ میں خطوط کی تعداد ننانوے ہو گئی تو اسمائے حسنیٰ کی مناسبت سے اس دفتر کو بند کر دیا گیا اور اس کا تاریخی نام باعتبارِ اختتام ''نور الخلائق'' رکھا۔ اس دفتر میں قلعۂ گوالیار میں محبوس ہونے تک کے خطوط ہیں۔

مکتوبات کے دفتر سوم کو عاشق صادق، سرمست جام احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی نے مرتب کیا ہے۔ آپ زبدۃ المقامات میں لکھتے ہیں: تیسری جلد ایک سو چودہ خطوط پر مشتمل ہے، اس میں قرآن مجید کی سورتوں کی مناسبت کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کا تاریخی نام خواجہ محمد ہاشم کشمی نے ''بحر المعارف'' رکھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جو خطوط لکھے ہیں ان کی تعداد چودہ تک نہ پہنچی تھی کہ آسمان قطبیت کا چودھویں کا چاند معرفت تراب کے نقاب میں چھپ گیا۔ نور اللہ تعالیٰ مضجعه المعطر۔

حضرت مجدد سے پہلے اور آپ کے بعد سینکڑوں مشائخ طریقت کے مکاتیب کو لوگوں نے جمع کیا ہے لیکن جو مقبولیت آپ کے مکاتیب کو حاصل ہوئی ہے وہ کسی دوسرے کے مکاتیب کو حاصل نہ ہوئی۔ حقائق و معارف کے بیان میں آپ کے مکتوبات کو وہی قدر و منزلت حاصل ہے جو مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ السامی کی مثنوی معنوی کو حاصل ہے۔ اگر صرف مکتوبات کہا جائے گا تو آپ ہی کے مکاتیب مراد ہوں گے۔ جس طرح مثنوی شریف کہنے سے مولانائے روم کی مثنوی معنوی مراد ہوتی ہے۔ آپ کے رسائل و تصنیفات میں جو حلاوت، زورِ قلم اور نادر اندازِ بیان مکاتیب شریفہ کا ہے وہ کچھ اور ہی ہے۔ ہر ہر لفظ بادۂ عشق نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا لبریز جام ہے۔ (مقامات خیر، ص:۶۱)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی (متوفی ۱۲۴۰ھ) اپنے ملفوظات ''در المعارف'' میں فرماتے ہیں: امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی پر منجانب اللہ جو علوم و معارف منکشف ہوئے وہ تین طرح کے ہیں۔ ان حقائق و معارف کی پہلی قسم وہ ہے جو آپ نے کسی سے بیان نہ فرمائے اور ان موتیوں کو تحریر و تقریر کے دھاگے میں بھی نہیں پرویا ہے (یعنی حضرت مجدد نے کسی کو ان علوم و معارف کا حامل اور اہل تصور نہیں فرمایا) اور دوسری قسم کے معارف و حقائق وہ ہیں جو آپ نے اپنی اولاد امجاد میں سے خاص حضرات سے بیان فرمائے (اس جملہ میں لفظ ''خاص'' سے یہ مستفاد ہو رہا ہے کہ اپنی تمام اولاد سے آپ نے وہ علوم و معارف بیان نہیں فرمائے بلکہ بعض لائق و فائق شہزادگان سے ہی بیان فرمائے ہیں) علوم و معارف کی تیسری قسم وہ ہے جو عام ہے جو آپ نے اپنے تمام مریدین و متوسلین اور حلقہ بگوشوں سے بیان فرمائے اور ان کو تحریر بھی فرما دیا ہے چنانچہ مکاتیب شریفہ کی تینوں جلدیں، ساتوں رسالے اور دیگر تالیفات اسی قسم سوم کے معارف، حقائق اور علوم سے بھرے ہوئے ہیں۔ (انتہی کلامہ، ص:۲۳۳)

ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے آپ کو ''عرفان کا مجتہد اعظم'' قرار دیا ہے۔ آپ کے رشحات قلم کا مطالعہ کرنے سے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ آپ نے تصوف کے میدان میں ایسے فکر و عرفان اور علوم و معارف، حقائق و دقائق کا اظہار کیا جس کی مثال پہلے دور میں نہیں ملتی۔

فکر و عرفان کی جولانیوں کے تعلق سے حضرت مجدد خود فرماتے ہیں:

''اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعامات کے متعلق کیا لکھا جائے اور کس طرح شکر ادا کیا جائے جن علوم و معارف کا فیضان خداوند جل شانہ کی توفیق سے ہوتا ہے ان میں سے اکثر قید تحریر میں آتے ہیں اور اہل و نااہل کے کانوں تک پہنچتے ہیں لیکن جو اسرار و دقائق کہ ممتاز ہیں ان کا ایک شمہ بھی ظاہر نہیں کیا جا سکتا بلکہ رمز و اشارہ کے ذریعہ بھی ان کے متعلق بات نہیں ہو سکتی بلکہ اپنے عزیز ترین فرزند جو اس فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقامات سلوک کا نسخہ ہیں، کے سامنے بھی ان اسرار کی باریکیوں کا ذکر نہیں کرتا۔ معانی کی باریکیاں زبان کو پکڑتی ہیں اور اسرار کی لطافت لب کو بند کرتی ہیں۔'' (ویضیق صدری و ینطق لسانی، زبدۃ المقامات، ص:۳۰۳)

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے مقام وجود وشہود کے متعلق جو معارف بیان فرمائے ہیں وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہیں۔ آپ کے مرید وخلیفہ شیخ بدرالدین سرہندی رقم طراز ہیں:

''تعین وجودی کہ جس کے متعلق آج تک کسی عارف نے لب کشائی نہیں کی تھی آپ پر ظاہر کیا گیا اور اس عالی مقام کے اسرار ومعارف اور نکات سے آپ کو ممتاز فرمایا گیا۔ جیسے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۹ میں اس مسئلہ کی تفصیل آئی ہے۔'' (حضرات القدس، جلد دوم، ص: ۸۲)

دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۹ کی تلخیص یہ ہے، اس مکتوب میں آپ نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نظریہ ''ہمہ اوست'' کی توضیح فرمائی ہے اور جو لوگ اس کے مصداق اور معنی ومفہوم کے تعلق سے غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس کا ازالہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ''پوشیدہ نہ رہے کہ عبارت ''ہمہ اوست'' اگرچہ متقدمین صوفیہ میں متعارف نہ تھی لیکن انا الحق، سبحانی اور لیس فی جبتی سوی اللّٰہ وغیرہ کے مانند بہت سی باتیں سرزد ہوئی ہیں لہٰذا اِس کلمہ کا اور اس قسم کی دوسری عبارتوں کا حاصل ایک ہی ہے۔

''ہمہ اوست'' کی اصطلاح سے خام صوفیہ جزئیت، اتحاد، حلول، سریان کے چکر میں پھنس گئے، حضرت مجدد نے انھیں اس چکر سے نکالا۔ اس کے بعد حضرت مجدد نے اس سلسلہ میں اپنا نظریہ بیان فرمایا ہے، آپ لکھتے ہیں:

''اور اس مسئلہ میں جو کچھ اس حقیر کے نزدیک مختار اور شان تقدیس اور تنزیہ کے مناسب ہے وہ ''ہمہ از اوست'' کی عبارت ہے (یعنی سب کچھ اسی سے ہے) صرف اس معنی کے لحاظ سے نہیں جس پر علمائے ظاہر کفایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سب کا صدور وظہور اور خلق ''ہمہ اوست'' سے ہے اگرچہ یہ خود صادق ودرست ہے، اس کے باوجود یہاں ایک اور تعلق ونسبت بھی ہے جس کی طرف علمائے ظاہر نے رہنمائی نہیں پائی اور صوفیہ اس کے حصول کے ساتھ ممتاز ہوئے ہیں اور وہ اصالت وظلیت کا باہمی رابطہ ہے یعنی اگر ممکن کا وجود ہے تو وہ واجب تعالیٰ کے وجود سے پیدا ہے اور اسی ذات سبحانہ کے وجود کا پرتو ہے۔''

خلاصۂ کلام میں فرماتے ہیں کہ جو صوفیہ ''ہمہ اوست'' کے قائل ہیں وہ عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد نہیں جانتے اور حلول وسریان ثابت نہیں کرتے بلکہ ظہور وظلیت کے اعتبار سے حمل کرتے ہیں وجود وتحقق کے اعتبار سے نہیں۔ اگرچہ ان کی ظاہری عبارت سے اتحادِ وجودی کا وہم گزرتا ہے لیکن حاشا وکلا اُن کی یہ مراد ہرگز نہیں کیونکہ یہ کفر والحاد ہے اور جب ایک کا دوسرے پر حمل کرنا ظہور کے اعتبار سے ہے نہ کہ وجود کے اعتبار سے تو ''ہمہ اوست'' کے معنی ''ہمہ از اوست'' ہوئے۔

مقام وجود وشہود کے متعلق معارف مجدد کی ایک مثال ہوئی، اسی طرح عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ فقیر کیا کہے اور اگر کہے تو کون سمجھ سکے اور کیا حاصل کر سکے، یہ معارف احاطۂ ولایت سے خارج ہیں اور علمائے ظاہر کی طرح ارباب ولایت بھی ان کو سمجھنے سے قاصر وعاجز ہیں۔ یہ علوم انوارِ نبوت کی مشکوۃ سے ماخوذ ہیں کہ دوسرے ہزار سال والی تجدید سے محض تبعیت اور وراثت کی وجہ سے تازہ ہوئے ہیں۔'' (مکتوبات ۴/۲)

ذلك فضل اللّٰه يوتيه من يشآء۔

حضرت مجدد کے مکتوبات، معارف اور تعلیمات آج کے پر آشوب دور میں انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی کے علوم ومعارف، طریقت کے اسرار ورموز اور علم شریعت کے حقائق ودقائق کا سیر حاصل مطالعہ کرنے کے لیے ''مکتوبات امام ربانی'' (مطبوعہ درگاہ شاہ ابوالخیر چتلی قبر دہلی) کی طرف رجوع فرمائیں۔ صوفیائے کرام اور علمائے اسلام نے ہمیشہ ہر دور میں کام کیا ہے اور آج بھی علمائے حق اور مشائخ عظام کام کر رہے ہیں لیکن علمائے سو کی بھی کمی نہیں جو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے بیٹھے ہیں۔ بظاہر اللہ کا نام لیتے ہیں لیکن اسلام کے نام پر علمائے سو، خرافات کا بت توڑنے کو تیار نہیں۔

اس بات پر مورخین کرام کا اجماع ہے کہ اگر حضرت مجدد کی ذات مقدسہ سرزمین ہند میں جلوہ افروز نہ ہوتی تو دین اکبری کی تاریکی اسلام کے اجالوں کو چاٹ جاتی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کے مرقد انور پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے اور ان کے علمی وروحانی فیضان ومعارف سے ہم سب کو مستفید ومستفیض فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆دارالعلوم شاہ ثقلین، قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف
09456279256
E-mail:faheemahmad_92@yahoo.co.in

نقوش رفتگاں | داستانِ سفر آخرت

کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیے

نبیرۂ استاذِ زمن امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا خاں بریلوی اور نبیرۂ علامہ حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں بریلوی، محمد حسن رضا خاں کراچی پاکستان کے سانحہ ارتحال سے خانوادۂ رضویہ اور عقیدت مندان خاندان اعلیٰ حضرت کو صدمہ

مولانا محمد سلیم بریلوی مصباحی☆

مشہور و معروف اور قابل احترام شخصیتوں کی موت کے تعلق سے ایک اردو شاعر نے بہت پتے کی بات کہی ہے کہ ؎

موت اس کی ہے زمانہ کرے جس پر افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

آج محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کی ۲۶ تاریخ ہے، نومبر ۲۰۱۵ء کی ۹ تاریخ ہے، پیر کا دن ہے، تقریباً ۲ بجے کا وقت ہے، راقم السطور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے کمپیوٹر روم میں اپنے کاموں میں مصروف ہے کہ اچانک وھاٹس ایپ پر ایک میسیج موصول ہوتا ہے۔ اس میں تحریر تھا کہ ابھی ابھی تقریباً ایک بجکر پینتالیس منٹ پر امین شریعت حضرت مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی کا وصال ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ خبر دینے والے نے ہمارے کانوں میں گرم اور پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو، یہ خبر آناً فاناً میں پورے ملک اور بیرون ملک میں گشت کر گئی۔ بریلی شریف کے تمام ادارے خاص کر منظر اسلام کی در و دیوار سے سوگواری پھوٹنے لگی، رضا نگر کی گلیوں میں اُداسی کا راج ہو گیا، چمنستان رضا کا ہر پھول سراپا مرثیہ خواں بن گیا۔ پورا شہر اور عقیدت مندوں کی پوری جماعت صدمے کی حالت میں اس شعر کی سراپا تصویر بنی ہوئی تھی کہ ؎

غنچے خموش، پھول پریشاں، چمن اداس
کیا کہہ گئی ہے موج صبا سوچنا پڑا

روز بروز جس طرح جماعت اہل سنت کے مخلص اکابر اٹھتے جا رہے ہیں اس کی وجہ سے ذہن وفکر میں یہ آرزو مچل اٹھی کہ اے کاش! یہ میسیج غلط ہو، خبر دینے والے کی خبر غلط ہو جائے، دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے اکثر مخلص اکابر اس دنیا سے آہستہ آہستہ تشریف لے جا چکے ہیں مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امین شریعت اس دنیا سے اتنی جلدی چلے جائیں، ابھی ہم حواس باختگی اور تشکیک وتغلیط کی وادیوں میں سرگرداں تھے کہ اچانک پردۂ ذہن پر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ جلوہ گر ہوئی: کل نفس ذائقة الموت اور فاذا جاء اجلهم لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون۔ ان آیات کریمہ کے وِرد سے ذہن وفکر اور روح وقلب نے کچھ سنبھالا لیا، ہم ہوش کی دنیا میں آئے اور فوراً ہی زبان پر کلمۂ ترجیع انا لله وانا الیه راجعون جاری ہو گیا۔ ساتھ ہی حضرت امین شریعت کی پاکباز زندگی کے زریں نقوش ہمارے سامنے جلوہ گر ہو گئے جنہیں دیکھ کر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر مچل اٹھا کہ ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حضرت امین شریعت کا سانحہ ارتحال بلاشبہ جماعت اہل سنت کا ایک عظیم خسارہ ہے کیونکہ آپ کی ذات ایک انجمن تھی یقیناً آپ کا انتقال صرف آپ کا نہیں بلکہ ایک عظیم جماعت کا انتقال ہے۔ آپ کا یہ انتقال پُر ملال ایک عربی شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے کہ: ؎

وما كان قيس موته موت واحد
و لكنه بنيان قوم تهدمنا

یعنی قیس کی موت فرد واحد کی موت نہیں بلکہ اس کی موت کی وجہ سے تو آج پوری قوم کی عمارت ہی زمیں بوس ہو گئی۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی صخر کی موت پر طلوع آفتاب اور غروب شمس کو اپنے بھائی کی یاد تازہ کرنے کا سبب بتایا تھا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے بے مثال عربی مرثیہ میں یوں اظہار خیال فرمایا تھا کہ ؎

يذكرني طلوع الشمس صخرا
و اذكر عند كل غروب شمس

روزانہ طلوع شمس میرے بھائی سحر کی یاد دلاتا ہے اور ہر روز غروب آفتاب کے وقت مجھے اس کی یاد ستاتی ہے لیکن ہمیں حضرت امین شریعت کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے نہ تو طلوع شمس کی ضرورت ہے اور نہ ہی غروب آفتاب کی بلکہ ان کی پاکباز حیات مبارکہ کے زریں نقوش ہمارے سامنے شمس وقمر اور آسمان کے ستاروں کے مثل روشن ہیں جو، تا قیامت ہمیں ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔

حضرت امین شریعت، برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے بیٹے اور دامادِ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے تین شہزادوں میں سب سے بڑے شہزادے تھے۔ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کا پہلا عقد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بیٹی کنیز حسنین سے ہوا تھا جن سے صرف ایک بیٹی شمیم بانو تولد ہوئیں تھیں مگر جب ان کا وصال ہو گیا تو اُن کی وفات کے بعد حضرت علامہ حسنین رضا خاں نے عالی جناب عبدالغنی خاں کی بیٹی منوری بیگم سے دوسرا عقد فرمالیا جن سے تین فرزند (۱) مفتی سبطین رضا خاں سب سے بڑے شہزادے تھے (۲) صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ جو ۱۸/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳/اگست بروز جمعہ چندر پور مہاراشٹر جاتے وقت کار حادثہ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ (۳) مفتی حبیب رضا خاں جو علامہ حسنین رضا خاں کے سب سے چھوٹے شہزادے تھے اور جن کا وصال ۲۸/مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۴ء بعد نمازِ فجر ہوا۔ (۴) ایک بیٹی جن کا عقد تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں بریلوی سے ہوا، جو الحمدللہ ابھی بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

نام و نسب: محمد سبطین رضا خاں بن دامادِ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ حسنین رضا خاں بن برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بن امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں۔

القاب و تخلص: امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند، رہبر شریعت، حکیم الاسلام آپ کے القاب و خطابات تھے۔ تخلص آپ سبطین فرماتے تھے۔ آپ رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی شریف کی سرزمین عشق ومحبت پر مؤرخہ ۲/نومبر ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت و تسمیہ خوانی: حضرت امین شریعت اس خاندان علامہ نقی علی خاں کے فرد فرید تھے کہ کئی پشتوں سے جس خاندان کا علمی، قومی، ملی، مذہبی، مسلکی اور روحانی خدمات کا سکہ پوری دنیا میں چل رہا ہے۔ جس کی عظمت و رفعت اور شہرت و بلندی کا سورج افق عالم پر اب تک درخشندہ وتابندہ ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت درخشاں و تاباں رہے گا۔ حضرت امین شریعت کو ایسے علمی گھرانے کا علمی وروحانی ماحول ملا۔ حضرت حسنین رضا خاں جیسی شخصیت کا سایۂ پدری اور خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی و روحانی شخصیتوں خاص طور پر تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا سایۂ عاطفت حاصل ہوا جس کی وجہ سے آپ کی زندگی میں ایسا نکھار پیدا ہوا جس کی بنیاد پر دنیا نے انہیں ''امین شریعت'' کہا تو کبھی شبیہ مفتی اعظم ہند سے تعبیر کیا تو کبھی حکیم الاسلام سے۔

خاندانی رسم و رواج کے مطابق جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے آپ کے ماموں جان مرحوم مولانا عبد الہادی صاحب کے مکان پر رسم تسمیہ خوانی کی ایک عمدہ تقریب کا انعقاد کیا جس میں آپ کے چھوٹے دادا، سرکار مفتی اعظم ہند کے خسر محترم اور سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چھوٹے بھائی حضرت مفتی محمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے آپ کو بسم اللہ شریف پڑھا کر آپ کی رسم تسمیہ خوانی کی ادائیگی فرمائی۔ آپ بچپن ہی سے تقویٰ شعار اور صوفی صفت انسان تھے۔ ابتداً اکبری مسجد جو، پرانہ شہر کے محلّہ گھیر جعفر خاں میں واقع اور مرزائی مسجد کے نام سے مشہور ہے وہاں چلنے والے مکتب میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر درس نظامیہ کی اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں داخل کرا دیا گیا جہاں آپ نے درس نظامیہ کی مروجہ کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسل پوری کے ساتھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخلہ لیا۔

نکاح: گھریلو ماحول تو آپ کو علمی وروحانی ملا ہی تھا خوش قسمتی سے سسرال بھی آپ کو علمی اور روحانی ہی ملی۔ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸/مارچ ۱۹۵۷ء بروز جمعرات بعد نماز عصر بڑی مسجد آم والی، محلّہ جہاں گیر آباد بھوپال میں آپ کا نکاح تسہیل المصادر کے مصنف، فقیہ اعظم حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا۔ مفتی مالوہ حضرت مفتی رضوان

الرحمٰن رضوی نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ آپ کی اہلیہ بے انتہا نیک، پارسا، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تقویٰ شعار، پردے کا سختی کے ساتھ التزام کرنے والی خاتون ہیں۔ آپ کا پردہ پورے خاندان اعلیٰ حضرت میں مشہور ہے۔

اولاد: ان نیک خاتون سے آپ کی سات اولاد ہوئیں جن میں سے دو شہزادوں کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت دو صاحبزادے مولانا سلمان رضا خاں، حضرت نعمان رضا خاں اور تین صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔ حضرت مولانا سلمان رضا خاں تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں مدظلہ النورانی کے داماد بھی ہیں۔

بیعت و خلافت: حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنی تمام تر علمی و روحانی خوبیوں کے باوجود اپنے بڑے شہزادے حضرت امین شریعت کو تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کرایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند ہی سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔

زیارت حرمین شریفین: آپ نے اپنی زندگی میں ۶ مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل فرمائی۔

دینی خدمات: دینی علوم اور عصری تعلیمات حاصل کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے دار العلوم مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر آپ ہلدوانی اتراکھنڈ مدرسہ اشاعت العلوم میں تین سال تک علوم وفنون کے موتی بکھیرتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ ناگپور کی عظیم الشان درسگاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ تشریف لائے، یہاں کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ تین سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ یہاں کی مجلس شوریٰ کے آپ رکن بھی رہے۔ ۱۹۶۳ء میں چھتیس گڑھ کے ایک خطہ کانکیر تشریف لائے۔ سر زمین کانکیر پر قدم رکھتے ہی آپ کی زبان فیض ترجمان سے اچانک یہ جملہ نکلا کہ ''ارے یہ تو وہی سرزمین ہے جسے میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا'' اسی سرزمین کو آپ نے جماعت حق اہل سنت کی نشر و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ بنجر زمین علوم و فنون اور روحانیت وعرفان کے ماحول کے حوالے سے رشک جناں بن گئی۔ آپ نے نہایت تکلیفیں اور مصائب وآلام برداشت کر کے بے انتہا استقامت کے ساتھ یہاں روحانی وعرفانی ماحول پیدا کیا۔

آج بھی یہ خطہ آپ کی مخلصانہ جدوجہد کی منھ بولتی تصویر ہے۔ چھتیس گڑھ کے بہت سے علاقوں اور خطوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور دینی اداروں کو قائم فرمایا۔ کیشکال میں مدرسہ فیض الرسول، رائے پور میں مدرسہ ادارۂ شرعیہ دار العلوم فیضان مصطفیٰ قائم فرمایا۔ کانکیر میں دار العلوم امین شریعت کی بنیاد ڈالی۔

قلمی خدمات: آپ ایک بے مثال فقیہ، مفتی، مدرس، شاعر، پیر طریقت، مبلغ اسلام، ناشر سنیت وحامی سنت اور خطیب و واعظ ہونے کے ساتھ ایک بہترین قلمکار اور مضمون نگار بھی تھے۔ آپ کے مضامین جماعت اہل سنت کے مشہور ومعروف رسالوں کی زینت بنتے رہتے تھے۔ آپ کے مضامین میں سے ''لاؤڈ اسپیکر، ٹی وی کے مضر اثرات، ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینے میں، کائنات کا دولہا، مراسم محرم اور مسلمان، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟'' جیسے مضامین آپ کے قلمی شاہکار ہیں۔ ان تمام مضامین کو حضرت امین شریعت کے خادم خاص مولانا محمد اشرف رضا قادری نے ''مضامین امین شریعت'' کے نام سے کتابی شکل میں جمع فرما دیا ہے۔

اوصاف جمیلہ: حضرت امین شریعت ضروری شرعی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے، فرائض و واجبات کے ساتھ اوراد و وظائف اور سنن ومستحبات پر سختی سے عامل تھے۔ تقویٰ شعار زندگی آپ کا نشان امتیاز تھی، خلق خدا کو اوراد و وظائف اور شرعی مسائل کے ذریعہ نفع پہنچاتے۔ کثرت کے ساتھ سرکار مفتی اعظم ہند کی حیات طیبہ کے گوشوں پر روشنی ڈالتے، لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے کی تلقین فرماتے، اصاغر واکابر ہر ایک سے نہایت ہی منکسرانہ انداز اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات فرماتے۔ مدارس کے طلبہ کو بزرگوں کے واقعات سنا کر مسلک و مذہب کی خدمت کرنے پر بے لوث اور مخلصانہ انداز میں ابھارتے۔ دور دراز سے آنے والے پریشان حال لوگوں کو تعویذات وعملیات کے ذریعے فائدہ ونفع پہنچاتے۔

موصوف کے انتقال پرملال پر صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے اپنے غم کا اظہار کرتے ہوئے راقم اور دیگر لوگوں کی موجودگی میں ارشاد فرمایا کہ

''حضرت امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں صاحب بے انتہاء منکسر المزاج اور تقویٰ شعار زندگی کے مالک تھے،

آپ کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ رہتی تھی، صحیح معنوں میں آپ نمونۂ اسلاف تھے۔آپ کی سادگی سے عوام وخواص سبھی متاثر تھے۔ بیعت و ارشاد کے ذریعے آپ نے کافی لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند بنا دیا تھا، آپ کے جانے سے ہمارے یہاں اب کافی خلا محسوس ہوگا، یقیناً اب ہماری جماعت آہستہ آہستہ اپنے اکابر اور اپنے اسلاف سے محروم ہوتی جارہی ہے۔اللہ رب العزت ان بزرگوں کا صحیح جانشین ہم غربائے اہل سنت کو عطا فرمائے۔یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ عظیم اور سادہ مزاج شخصیت جس کے دیدار سے ہمیں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی یاد آجاتی تھی۔وہ شخصیت اب ہم سے رخصت ہوگئی۔"

ان تعزیتی جملوں کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درس وتدریس کا سلسلہ موقوف کر کے رضا مسجد کے اندر ایک تعزیتی محفل کا انعقاد کیا جائے۔

منظر اسلام میں تعزیتی اجلاس: ۱۰/نومبر بروز منگل صبح سات بجے رضا مسجد کے اندر تمام اساتذہ اور طلبۂ منظر اسلام نے سب سے پہلے قرآن خوانی کی اس کے بعد ایک باضابطہ تعزیتی جلسے کا آغاز قاری رضوان صاحب کی تلاوت سے ہوا۔طلبہ نے نعت ومناقب کے نذرانے پیش کیے،علمائے منظر اسلام نے اپنے قلبی وروحانی غم واندوہ کا اظہار کیا۔جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ذی استعداد اور باصلاحیت استاذ حضرت مولانا محمد اختر کوکب بریلوی نے اس موقع پر جو تعزیتی نظم پیش فرمائی اس کے چند شعر دیکھیں

وہ نمونۂ سلف تھا عاشق شاہ ھدیٰ
فیض کا دریا جہاں میں جو بہا کر چل بسا
وہ تلاطم خیز بحرِ بیکراں تھا علم کا
تشنہ لب کی تشنگی کو جو بجھا کر چل بسا
تھا امین دین، شریعت کا محافظ پاسباں
عشق احمد کا دیا گھر گھر جلا کر چل بسا
سادگی مفتی اعظم کا پیکر، علم داں
گوہر علم و حِکَم ہر جا لٹا کر چل بسا
ہر ادا سے پھوٹتی تھی خوشبوئے شرع متین
باغ عالم کو وہ خوشبو سے بسا کر چل بسا

اس کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت علامہ محمد عاقل رضوی مصباحی نے حضرت امین شریعت کی دینی، مذہبی، مسلکی اور علمی وروحانی خدمات کے حوالہ سے ایک جامع خطاب میں طلبہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں آپ نے جو مصائب وآلام اور تکلیفیں برداشت کیں، یہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں۔حضرت مولانا محمد احسن رضا قادری نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امین شریعت کی ذات ہمارے لیے قابل فخر تھی، ان کی حیات پاک کی قیمتی سانسوں سے اور ان کی دینی خدمات سے ہمیں حوصلہ ملتا تھا۔افسوس کہ اب ہمارا خاندان بزرگوں سے خالی ہوتا جارہا ہے۔آپ کے انتقال پرملال پر تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں قبلہ نے اپنے قلبی رنج والم اور حزن وملال کا جو اظہار اشعار کی صورت میں فرمایا، وہ یقیناً بے مثال اور صنف مرثیہ خوانی کا عظیم شاہکار ہے:

چھوڑ کر آپ سارا جہاں چل دِیے
اے امین شریعت! کہاں چل دِیے
دے کے ہستی کا اپنی نشاں چل دِیے
سب کی منزل جہاں ہے وہاں چل دِیے
کیسے ماہ مبیں بے گماں چل دِیے
کتنے زیر زمیں آسماں چل دِیے
عشق سرور میں مر کر امر ہو گئے
اور فنا ہو کے سوئے جناں چل دِیے
آگے آگے امین شریعت گئے
پیچھے اشکوں کے سیل رواں چل دِیے
داغ عشق نبی دل میں رکھے رہے
لے کے شمع لحد شادماں چل دِیے
باغ احمد رضا کے گل خوشنما
مسکراتے سوئے گلستاں چل دِیے
دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دِیے

نماز جنازہ اور تدفین: ویسے تو آپ کے مریدین و متوسلین اس بات پر مصر تھے کہ وہ آپ کے جسد خاکی، کانکیر کی سرزمین یعنی چھتیس گڑھ لے جائیں مگر اہل خانہ کے مشورے کے بعد آخر میں یہی طے پایا کہ آپ کی نماز جنازہ بھی سرزمین اعلیٰ حضرت پر

ہو، آخری آرام گاہ بھی اسی مقدس سرزمین پر بنائی جائے۔ ۲۸ محرم ۱۴۳۷ھ/ ۱۱رنومبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ تقریباً ۱۱ بجے دن میں آپ کا جنازہ غسل و تکفین کے بعد ایک گاڑی پر رکھ کر آپ کے کاشانۂ اقدس محلّہ کانکرٹولہ پرانہ شہر بریلی سے جلوس کے ساتھ روانہ ہوا۔ کسی بھی گلی میں پاؤں رکھنے تک کی جگہ نہ تھی، بے پناہ اور بے شمار اژدہام تھا، روہیل کھنڈ کے علاوہ ہندوستان کے متعدد صوبوں خاص کر چھتیس گڑھ، اڑیسہ، کرناٹک، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور گجرات کے متعدد اضلاع اور خطوں سے عقیدت مندوں اور مریدین سرزمین بریلی شریف پر آئے ہوئے تھے۔ وہ زار و قطار رو رہے تھے، تسبیح و تہلیل کی صداؤں اور

کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

اور

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ کلام والہانہ انداز میں پڑھتے ہوئے جنازہ کے ساتھ چل رہے ہیں۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ جلوس جنازہ اسلامیہ گراؤنڈ پہنچا جہاں جماعت اہل سنت کے اکابر و اصاغر علما، خاندان اعلیٰ حضرت کے تمام شہزادگان موجود ہیں۔ ان میں صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی، ان کے لخت جگر حضرت مولانا محمد احسن رضا قادری، شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا الحاج محمد عسجد رضا قادری، شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں، شہزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا تسلیم رضا خاں، شہزادۂ صدر العلماء حضرت مولانا حسان رضا خاں، حضرت مولانا صوفی رضوان رضا خاں، شہزادۂ امین شریعت حضرت مولانا سلمان رضا خاں، حضرت مولانا نعمان رضا خاں، حضرت مولانا عمران رضا خاں عرف سمنانی میاں، شہزادۂ حبیب العلماء حضرت مولانا حسیب رضا خاں، شہزادۂ قمر ملت حضرت مولانا عامر رضا خاں، حضرت مولانا توقیر رضا خاں، شہزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا عثمان رضا خاں عرف انجم میاں، حضرت مولانا شیران رضا خاں، حضرت مولانا ارسلان رضا خاں، حضرت مولانا نعیم رضا خاں، حضرت الحاج محمد حسن رضا خاں عرف نوری میاں، حضرت مولانا عدنان رضا خاں اور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی اور بریلی شریف و اطراف کے مدارس اسلامیہ کے طلبہ اور اساتذہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ تقریباً ۱ بجے دوپہر تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ النورانی نے نمازِ جنازہ ادا کرائی۔ اسلامیہ گراؤنڈ پورا کا پورا بھرا ہوا تھا۔ کہیں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ نماز جنازہ کے بعد محلّہ کانکرٹولہ آپ کے مکان کے سامنے ایک پلاٹ خرید کر تقریباً شام ۳ بجے آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ دیر رات تک مٹی دینے والوں کا سلسلہ جاری رہا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

نبیرۂ نعمانی میاں کی شہادت

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں بن حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں بن سرکار اعلیٰ حضرت۔ یہ حضرت حجۃ الاسلام کے چھوٹے شہزادے اور مفسر اعظم ہند حضرت مفتی ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے گئے تھے۔ کراچی میں آپ کا مکان تھا۔ وہیں آپ نے انتقال فرمایا۔ کراچی ہی میں آپ مدفون بھی ہیں۔ حضرت نعمانی میاں علیہ الرحمہ کے تین شہزادے ہیں (۱) حمید رضا خاں عرف یزدانی میاں (۲) عمید رضا خاں عرف نورانی میاں (۳) محمد رضا خاں عرف رضوانی میاں۔ آخر الذکر شہزادے محمد رضا خاں عرف رضوانی میاں کے دو شہزادے ہیں (۱) محمد حسن رضا خاں (۲) محمد فہد رضا خاں۔

خاندان اعلیٰ حضرت کے لیے یہ بہت ہی غم ناک حادثہ ہے کہ مؤرخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ ۷رنومبر بروز ہفتہ رات ۹ بجے حضرت نعمانی میاں کے یہ پوتے محمد حسن رضا خاں بن محمد رضا خاں عرف رضوانی میاں کراچی کے کسی خطہ میں گاڑی سے جا رہے تھے کہ اچانک کچھ اسلحہ بردار بدمعاشوں نے آپ کو گھیر لیا، آپ سے لوٹ مار کرنا چاہی، آپ نے احتجاج کیا تو اُن بدبختوں نے گلستان رضا کے اس شگفتہ پھول کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جس کی وجہ سے آپ جائے حادثہ ہی پر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنی زندگی کی محض ۲۵ ہی بہاریں دیکھی تھیں۔ نماز جنازہ میں

کثرت کے ساتھ عوام وخواص موجود تھے۔اپنے دادا حضرت علامہ حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں علیہ الرحمہ کے جوار میں مدفون ہوئے۔یقیناً خاندان اعلیٰ حضرت کے اس شہزادے کی شہادت ہم سب کے لیے ایک حادثہ عظیمہ ہے جسے کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔اللہ رب العزت خاندان اعلیٰ حضرت کے تمام شہزادوں کی حفاظت فرمائے اور جن لوگوں نے محمد حسن رضا خاں کو ظلماً قتل کر کے شہید کیا ہے،اللہ تعالیٰ انہیں کیفرِ کردار تک پہنچائے۔موصوف کی شہادت کی خبر سنتے ہی حضرت مولانا سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے کلمۂ ترجیع پڑھ کر ایصال ثواب کی محفل کے انعقاد کا حکم دیا۔پاکستان میں موجود اپنے عزیزوں سے اس خبر کی تفصیلات معلوم کر کے راقم الحروف کو عنایت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ ہم تمام لوگ غم کے اس موقع پر حضرت رضوانی میاں اور پسماندگان کے غم میں مکمل شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی شہادت کو ان کے والدین اور پسماندگان کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔آمین

☆☆☆

☆ استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام و مدیر اعزازی ماہ نامہ اعلیٰ حضرت محلّہ سوداگران، بریلی شریف رابطہ نمبر: 9235703585

سالنامہ ''روشنی'' ویشالی کی رونمائی اور عرس جلالۃ المشائخ

دلوں میں ایمانی حرارت کا چراغ روشن اور پیشانیوں میں سجدوں کی تڑپ پیدا کرنا صوفیہ کی زندگی اور معمول ہوتا ہے

۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ ۲۰، اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز منگل بعد نماز عشا جلالۃ المشائخ حضرت صوفی محمد یوسف تیغی قادری علیہ الرحمہ کے ۲۴ ویں سالانہ عرس کے موقع پر خانقاہ تیغیہ یوسفیہ چاند پور فتح، ویشالی (بہار) میں سرکار سرکا نہی کانفرنس ہوئی جس کی سرپرستی صوفی محمد معین الدین یوسفی اور حمایت وقیادت صوفی محمد امین اللہ یوسفی وصوفی محمد امان اللہ یوسفی نے کی۔قاری ابرار الحق اخلاقی نے قرآن کریم کی تلاوت سے سالانہ روایتی اجلاس عام ''سرکار سرکانہی کانفرنس'' کا آغاز کیا۔قاری محمد نسیم لکھنوی اور نعت خواں علاؤالدین صبا نے نعت ومنقبت کے گلدستے پیش کیے اور معروف مقامی شاعر پھول محمد نعمت رضوی نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔مفتی محمد حامد القادری مصباحی، مولانا محمد عارف اقبال مصباحی، مولانا عبدالرزاق رضوی عظیم آبادی، مولانا نثار احمد مصباحی، حافظ محمد اختر رضا اخلاقی، مولانا ڈاکٹر امجد رضا قادری امجد اور غلام احمد رضا امجدی اخلاقی نے سرکار سرکا نہی حضرت تیغ علی شاہ قادری، صوفی محمد یوسف تیغی صاحب عرس اور سلسلۂ تیغیہ قادریہ کے صوفیہ ومشائخ کی حیات وکارنامے پر خطاب کیا۔عرس کے اسٹیج پر خانقاہ سے ملحق مدرسہ تیغیہ یوسفیہ سے فارغ ہونے والے حفظ کے طلبہ کی دستار بندی، صدرِ اجلاس صاحب سجادہ حضرت مولانا محمد قسیم الحق یوسفی مدنی نے کی، اس دینی ادارے کے منتظم مولانا محمد فہیم الحق قادری یوسفی ہیں۔اس کے بعد خانقاہ تیغیہ یوسفیہ کے ترجمان رسالہ سالنامہ ''روشنی'' ویشالی کے دوسرے شمارہ ''مدارس بہار نمبر'' کی رونمائی مذکورہ علمائے کرام اور صاحب سجادہ کے ہاتھوں سے ہوئی۔اس کے مدیر اعلیٰ مولانا قسیم الحق (سجادہ نشین) ہیں۔

سہ ماہی ''تیغی کرن'' کا چوتھا شمارہ بھی منظر عام پر آیا جس کے مدیر مولانا فہیم الحق ہیں۔علمائے کرام کے ہاتھوں سے ڈاکٹر صوفی ضمیر الدین یوسفی تیغی کی تازہ ترین کتاب ''سرکار چاند پور'' کی رونمائی مزار شریف میں ہوئی۔بعد نمازِ فجر قرآن خوانی، بعد مغرب چادر پوشی اور بعد نماز عشا تیغی لنگر عام کا اہتمام کیا گیا جب کہ اجلاس عام میں ہی قل شریف کے بعد صاحب سجادہ کی دعا اور صلاۃ وسلام پر عرس کی تقریب ختم ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قول وعمل اور کردار وگفتار سے متحد ومتفق رہنے، دینی کام کرنے اور ایک دوسرے کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

رحمت حسین مصباحی، علیم الدین چک، ویشالی (بہار) 9718601038,9525698880,9911792786

یادرفتگاں　　تقدیر کا فیصلہ

مولانا منصور علی قادری رضوی کی زندگی کے نقوش

مولانا توفیق احسن برکاتی ☆

خطیب اہل سنت شہزادۂ محبوب ملت سنی بڑی مسجد مدن پورہ ممبئی کے خطیب وامام اور سنی جمعیۃ العلماء کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا منصور علی قادری رضوی نے ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو منگل کی شب تین بج کر دس منٹ پر اس جہانِ فانی کو الوداع۔ دنیاے سنیت ایک بڑے غم سے دوچار ہوئی کہ ایک بڑی نسبتوں والا عالم دین اپنی ممتاز خوبیوں کی بارات لے کر عالم آخرت کی طرف کوچ کر گیا اور اپنے پیچھے بہت ساری یادیں، قربانیاں اور نشانیاں چھوڑ گیا جو ایک زمانے تک اسے ناقابل فراموش ہیں اور اس کی زندگی کا اعلان کرتی رہیں گی۔

خطیب اہل سنت بیک وقت ایک عالم دین، مایہ ناز خطیب و امام، ہنرمند منتظم اور کئی کتب ورسائل کے مرتب ومصنف وحاشیہ نگار تھے۔ صلح جوئی ان کا طبعی وصف تھا، اپنوں پر نرمی اور دشمنوں پر سختی ان کا شعار تھا، دینی وملی کاموں کا حوصلہ بھی رکھتے اور دین کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والوں کی ہمت افزائی بھی کرتے تھے۔ ان کے بڑے والد مولانا حشمت علی رضوی اور والد ماجد محبوب ملت مفتی محبوب علی قادری علیہما الرحمہ نے منصور ملت کو جو ذمے داری دی تھی اور جو مشن چھوڑا تھا، زندگی بھر وہ اسے آگے بڑھاتے رہے، یہی مشن ان کی زندگی تھا اور یہی مشن چھوڑ کر وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔

۵؍اگست ۱۹۴۵ء کو لکھنؤ کے مقبول گنج میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ تعلیم کا سلسلہ مدن پورہ ممبئی میں واقع میونسپل اردو اسکول سے شروع ہوا، پانچویں تا ساتویں جماعت کی تعلیم سیفی ہائی اسکول میں حاصل کی اور پھر دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ والد محترم سنی بڑی مسجد مدن پورہ کے خطیب وامام تھے، باکمال مفتی ومصنف اور عالم وخطیب تھے۔ خطیب اہل سنت کا بچپن اور ابتدائی دینی تعلیم وتربیت کے لمحات انھیں کے پاس گزرے، گویا آغاز شعور نے والد ماجد کی شکل میں دین کا خدمت گار، ملت کا غم خوار اور علم وآگہی کا شہ سوار شناخت کر لیا تھا۔ والد سے بھی سیکھا، سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تربیت وخدمت کا وقت پایا۔ دین کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف لے گئے اور کئی برس باقاعدگی کے ساتھ رہ کر تکمیل درسیات کی، ممبئی واپسی ہوئی تو سترہ برس کی عمر میں والد ماجد کے مصلے پر کھڑے ہونے کا موقع ملا ۱۹۶۵ء میں جب محبوب ملت مفتی محبوب علی قادری علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو سنی بڑی مسجد مدن پورہ کی امامت وخطابت کے ساتھ گھریلو ذمے داریاں بھی آپ کے سر آ گئیں اور اخیر عمر تک آپ یہ ذمے داریاں سنبھالتے رہے۔

بلکہ ۱۹۶۲ء ہی میں جب محبوب ملت پہلی بار حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تبھی آپ کو پہلی بار سنی بڑی مسجد میں امامت کرنے کا شرف حاصل ہوا، لیکن جب محبوب ملت کی واپسی ہوئی تو انھوں نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کیا پھر ۱۹۶۵ء میں والد ماجد کے وصال کے بعد باضابطہ اسی مسجد کی امامت وخطابت کا منصب سنبھال لیا اور اخیر عمر تک یہ ذمے داری بحسن وخوبی نبھائی۔ آپ ایک شعلہ بار خطیب کی حیثیت سے ملک گیر شہرت کے مالک تھے۔ انتظامی اُمور کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی اسی لیے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ نے سنی جمعیۃ العلماء کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے آپ کو نامزد کیا تھا۔ اس کے زیر اہتمام نکلنے والے سالانہ جلوس غوثیہ کا ۵۷ برسوں تک اہتمام بھی فرماتے رہے، یہ بجائے خود ایک ریکارڈ ہے، جو آپ کے ایک اچھے منتظم وقائد ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ ممبئی واطراف ممبئی میں منعقد ہونے والی بڑی کانفرنسوں، دینی محفلوں اور سالانہ جلسوں میں آپ کو خطیب کی حیثیت سے بلایا جاتا۔ گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، اور مدھیہ پردیش کے مختلف شہروں میں بطور خاص آپ کے پروگرام ہوتے، کرناٹک میں بھی آپ کی خطابت کا شہرہ تھا۔ اسی مناظرانہ شان خطابت کی بنیاد پر آپ کو فاتح کرناٹک بھی کہا جاتا ہے۔

شہزادۂ امام احمد رضا، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی

علیہ الرحمہ سے شرف ارادت اور تمغۂ خلافت حاصل تھا۔ سوانح شیر بیشۂ اہل سنت مصنفہ محبوب ملت ص ۲۴۱ پر موجود حاشیہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین قادری رضوی ضیائی سجادہ نشین آستانہ رضویہ ضیائیہ پیلی بھیت نے بھی خلافت سے نوازا تھا۔ خطیب اہل سنت بڑی بڑی نسبتوں کے مالک تھے، آپ کے بڑے ابو خلیفہ و تلمیذ امام احمد رضا شیر بیشہ اہل سنت اور والد محبوب ملت، دو چچا محمد عمر اور محمد عثمان اور ایک پھوپھی کو امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے اور آپ کو حضرت مفتی اعظم ہند سے ارادت وخلافت ملی ہے۔ آپ کی علمی شخصیت کے تعارف میں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی کے یہ جملے بڑے وزنی معلوم ہوتے ہیں:

''مولانا منصور علی خان ایک علمی خانوادے کے شہزادے ہیں، انھوں نے علم کی گود میں پرورش پائی، مسلک اعلیٰ حضرت ان کی ریڑھ میں ہے، انھوں نے اپنے والد ماجد سے علم سینہ بھی پایا ہے اور علم سفینہ بھی پایا ہے، ان کے والد ماجد حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ شیر بیشہ اہل سنت کے بھائی خود بھی بہت بڑے عالم، مفتی حافظ وقاری، مدرس، مقرر، خطیب ومصنف، شاعر وادیب، وقت کے شیخ طریقت بھی۔ انھوں نے پڑھا بھی تھا اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے پیا بھی تھا۔ انھوں نے اپنے بڑے صاحب زادے مولانا منصور علی خان کو پڑھایا بھی اور پلایا بھی۔ اب اسے کون جانے کہ کتنا پلایا ہے یہ تو پلانے والا ہی جانتا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ آج ملک کے شرق وغرب میں مولانا منصور کی خطابت کی دھوم ہے جہاں جاتے ہیں اعلیٰ حضرت کا مسلک لے کر جاتے ہیں، مخالفین اہل سنت نے مقدمہ دائر کیا، پریشان کیا، لیکن سچی بات یہ ہے کہ بزرگوں کے کرم سے مولانا منصور ہر مقام پر فتح مند ومظفر ومنصور ہی رہے۔''

(سوانح شیر بیشہ اہل سنت کے پیش لفظ سے ماخوذ ص: ۸)

منصور ملت کی کتاب ''خوابوں کی بارات'' پر تحریر کردہ خطیب مشرق کے جواہر درخشندہ میں بھی مذکورہ تحریر سے ملتی جلتی حقیقتیں موجود ہیں۔ اسی کتاب پر ادیب شہیر علامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی کی بھی ایک تاثراتی تحریر دی گئی ہے جس میں آپ رقم طراز ہیں:

''فاضل مرتب جماعتی وتنظیمی شعور، امامت وخطابت کی ذمے داریوں کی انجام دہی اور وعظ وتقریر کی بھرپور صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ تحریر وانشا، شعر وسخن کا بھی بہترین ذوق رکھتے ہیں، آپ کے بلند پایہ مضامین ملک کے معیاری اور مشہور ومعروف اخبارات ورسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ زیر نظر کتاب ''خوابوں کی بارات'' آپ کی تازہ ترین تالیف ہے جس کا انداز بیان اور اسلوب نگارش بے حد دل چسپ اور فکر انگیز ہے۔ آپ نے عہد حاضر کے گندم نما جو فروشوں کے بیان کردہ عجیب وغریب خوابوں کی صحیح وسچی تعبیر ظاہر کرتے ہوئے اس قدر عام فہم اور غیر جانب دارانہ تبصرہ قلم بند کیا ہے کہ قارئین پڑھتے پڑھتے کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔'' (خوابوں کی بارات، طبع ممبئی ص ۱۹، ۲۰)

مفتی محمود احمد قادری نے اپنی کتاب ''تذکرہ علمائے اہل سنت'' میں محبوب ملت علیہ الرحمہ کا تذکرہ شامل کیا ہے، جو کتاب کے ص ۲۳۲، ۲۳۳ پر موجود ہے، اسی تذکرے میں یہ جملے بھی ہیں:

''آپ (محبوب ملت) کے صاحب زادے قاری منصور علی خاں سلمہ منصب دینی میں آپ کے قدم بہ قدم ہیں۔ انھوں نے انداز تقریر خوب پایا ہے، سعادت ان کے چہرے بشرے سے عیاں ہے۔''

مذکورہ اقتباسات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خطیب اہل سنت کا عالمانہ مقام اور خطیبانہ شان کس قدر بلند تھی۔ ہم نے تو وہ دور ہی نہیں دیکھا ہے البتہ ممبئی کی جن محفلوں میں شرکت کی ہے اور خطیب اہل سنت کے ممتاز لب ولہجے کو سماعت کیا ہے، چاہے مینارہ مسجد میں عرس سید العلماء واحسن العلماء ہو یا جامعہ قادریہ اشرفیہ میں منعقد ہونے والا عرس شہید راہ مدینہ یا دیگر اجلاس ہوں، اکثر میں انھیں نظامت کا منصب سنبھالے ہوئے پایا اور سنا، وہی مخصوص آواز، اور منفرد لہجہ اور ایک خاص طرح کی شان ہر جگہ دکھائی دیتی۔ خانوادۂ رضویہ وبرکاتیہ کے بزرگوں کے قصیدے ان کی زبان پر ہوتے اور محفلوں میں مسلک امام احمد رضا کا غلغلہ بلند رہتا، نعرے بھی لگتے اور تحسین وآفریں کی صدائیں بھی بلند ہوتیں۔

مستقل اور باقاعدہ ملاقات کا موقع ایک بار ملا جب راقم ۲۰۱۲ء جولائی سے ''ممبئی عظمیٰ کی مختصر تاریخ'' کے اوراق لکھ رہا تھا اور اس موضوع سے متعلق قسطیں ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی میں شائع ہو رہی تھیں تو جہاں شہر ممبئی کے دیگر بڑے علما سے رابطہ کیا وہیں ان سے بھی ملاقات کی سبیل نکال لی اور رضا اکیڈمی ممبئی کے آفس میں الحاج محمد

سعید نوری کی رفاقت میں ایک گھنٹے کی ملاقات میں بہت ساری حقیقتوں سے متعلق سوالات کیے اور اس مکالمے سے جو باتیں معلوم ہوئی تھیں انھیں مذکورہ قسطوں میں پیش کر دیا تھا۔ یہ باتیں آزادی کے بعد شہر ممبئی کی جماعت اہل سنت کی تنظیمی وصحافتی خدمات سے متعلق تھیں، سنی جمعیۃ العلماء اور دیگر سنی تحریکوں کا تذکرہ تھا، سنی اخبارات ورسائل کا ذکر تھا، مشہور خطبا وعلما کے نام تھے اور ان کی دینی وملی خدمات کا بیان تھا، بزرگوں، پیروں اور خطیبوں کا ذکر خیر تھا، بہت کچھ تھا، یہ مکالمہ بہت معلوماتی تھا جس نے بہت سے حقائق کی نقاب کشائی کی تھی۔ اپنی کتابیں بھی انھیں دی تھیں اور بعد کی ملاقاتوں میں اس کا ذکر بھی کرتے اور حوصلہ افزا کلمات بھی کہتے تھے۔

''خوابوں کی بارات'' سے پہلے خطیب اہل سنت نے نام نہاد تبلیغی جماعت کے مکر وفریب کو ظاہر کرنے کے لیے ایک مختصر کتاب ''تبلیغ یا دھوکہ'' بھی ترتیب دی تھی جس کا پہلا اڈیشن اگست ۱۹۶۹ء میں چھپا تھا۔ جولائی ۱۹۷۷ء تک اس کا ساتواں اڈیشن آچکا تھا۔ خوابوں کی بارات بھی ۱۹۸۰ء میں پہلی بار چھپی، ۱۹۹۷ء میں اس کا آٹھواں اڈیشن آیا۔ اب تک اٹھارہ ایڈیشن نکل چکا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں شب معراج کے موقع پر انجمن قادریہ حیدر آباد آندھرا پردیش کی دعوت پر حیدر آباد میں پندرہ دنوں میں بائیس تقریریں کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا تھا، اس کا تذکرہ خطیب اہل سنت نے بھی کیا ہے اور علامہ مشتاق احمد نظامی نے بھی اس کی تحسین کی ہے، یہ بہت بڑی کامیابی تھی جس کا سہرا خطیب اہل سنت کے سر جاتا ہے۔

محبوب ملت نے اپنی کتابوں کی طباعت واشاعت کے لیے خود کا طباعتی ادارہ ''کتب خانہ اہل سنت'' قائم کیا تھا جہاں سے وہ اپنی تصنیفات شائع کیا کرتے، منصور ملت نے والد ماجد کے وصال کے بعد اسی کتب خانے سے مختلف کتابیں اور پوسٹر شائع کیے۔ والد ماجد کی تصنیف کردہ سوانحی کتاب ''مشاہدہ مولانا حشمت علی'' (۱۳۸۰ھ) المعروف بہ ''سوانح شیر بیشہ اہل سنت'' جب تیس سال بعد ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تو اس میں جگہ جگہ حاشیہ آرائی کی اور ایک طویل سوانحی تحریر قبلہ والد ماجد سے متعلق تحریر کی اور ان کی مختلف تصنیفات کا تعارف پیش فرمایا۔ حضرت جلیل حشمتی کان پوری نے ''خوابوں کی بارات'' پر جو منظوم تبصرہ رقم کیا تھا۔ اس منظوم تبصرے کے آخری چند اشعار نذر قارئین ہیں:

آپ ہیں اس خانوادے کے چراغ
جس سے بزمِ سنیت ہے باغ باغ
ہاں یہ فیضِ غازیِ اہل سنن
کھل رہے ہیں دین و سنت کے چمن
ہر گھڑی ہر آن تم منصور ہو
دشمن دیں ہر جگہ مفرور ہو
ہے جلیل حشمتی کی یہ دعا
ہر گھڑی تم پر رہے فضل خدا

ایسے جلیل الشان عالم وخطیب ومنتظم کا وصال بہت بڑا سانحہ ہے اور ممبئی کی سنیت کے لیے بطور خاص غم کی گھڑی ہے۔ اللہ عزوجل ان کی قبر پر رحمت وغفران کی بارشیں برسائے اور ہمیں ان کے چھوڑے ہوئے کام کو آگے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی سرپرست سنی جمعیۃ العلماء نے خطیب اہل سنت کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا مقصود علی قادری رضوی کو سنی جمعیۃ العلماء کا جنرل سکریٹری نامزد کر دیا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اسلاف کا یہ مشن پوری محنت ودیانت داری کے ساتھ آگے بڑھائیں گے اور دین وسنیت کا آفتاب خوب تابندہ رہے گا۔

●●●

☆ مدیر ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، اسماعیل حبیب مسجد، کامبیکر اسٹریٹ ممبئی

اصلاح معاشرہ | خطابی سلسلہ

نکاح سے بھلائیاں وجود میں آتی ہیں

خطاب: مفتی محمد ضیاء الدین نقشبندی.................جمع وترتیب: محمد انس برکاتی☆

حضرت شاہ ثقلین اکیڈمی آف انڈیا کے زیر اہتمام خانقاہ شرافتیہ بریلی شریف اور خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کی مشترکہ کوششوں سے موضع بھٹہ ڈمبر نگر قصبہ ککرالہ بدایوں میں ۳رمئی ۲۰۱۵ء کو ایک تاریخی ''اصلاح معاشرہ کانفرنس'' ہوئی جس کی سرپرستی وصدارت حضرت شیخ طریقت شاہ محمد ثقلین میاں قادری اور حضرت شیخ سالم میاں قادری بدایونی نے فرمائی۔ اس میں قرب وجوار کے ۵۰ سے زائد گاؤں میں شادی بیاہ کے موقعوں پر غیر شرعی رسوم پر پابندی کا اعلان ہوا۔ خصوصی خطیب حضرت مفتی محمد ضیا الدین نقشبندی حیدرآبادی (بانی الحسنات اسلامک ریسرچ سینٹر حیدرآباد) تھے۔ اصلاح معاشرہ اور شادی ونکاح کی تقریبات اور جہیز وغیرہ پر نہایت جامع اور مفید خطاب کیا۔ قارئین کے فائدہ کے لیے اسے تحریری صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (فہیم ازہری)

عزیزانِ محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت میں پیدا فرمایا یہ بہت بڑا کرم ہے، بہت بڑا شرف ہے، بہت بڑا اعزاز ہے، احسان ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: كُنْتُم خَيْرَ اُمّتٍ اُخْرِجَت لِلنّاس: تم سب سے بہترین امت ہو جو تمام انسانیت کے فائدے کے لیے لائی گئی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارا منصب بتلایا کہ ہم سب سے بہترین امت ہیں اور ہمارا مقصد بتلایا کہ انسانیت کو فائدے کے لیے ہمیں لایا گیا ہے اور ہمارا منہج ہمیں بتلایا کہ تأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر: کہ تم بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اور ہمارا مسلک بتلایا کہ وتُومِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور تم اللہ پر یقین وایمان رکھتے ہو اور اللہ نے جن کو ماننے کے لیے فرمایا ہے ان پر ایمان ویقین رکھتے ہو۔

اس آیت مقدسہ میں تین باتیں اللہ نے بتلائیں: ایک تو منصب بتلایا دوسرا مقصد بتلایا اور تیسرا منہج بتلایا۔ منصب تو یہ ہے کہ ساری امتوں میں سب سے بہترین امت ہو اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہمیں لایا گیا ہے اور عربی زبان میں لفظ ''ل'' جو حرف ہے اور صرف ایک حرف ہے، جس کو زیر ہے ''لِ''، یہ اتنا جامع ہے کہ اگر اس کی تشریح کی جائے تو آپ گھنٹوں بھر بھی تشریح کرتے جائیں گے تب بھی اس کی معنویت کا حق ادا نہیں کر پائیں گے، تمام انسانیت کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہمیں لایا گیا ہے اور فائدہ پہنچائیں کیسے؟ اس کا طریقۂ کار کیا ہونا چاہیے تو اللہ نے وہ منہج بتلایا کہ بھلائیوں کو پھیلاؤ اور برائیوں سے روکو اور پھر فرمایا کہ یہ سب اسی وقت ہوگا جب کہ اللہ پر تمہارا ایمان ویقین ہو، اللہ کو مانتے ہو، اللہ کے رسول کو مانتے ہو، ایمان ویقین کی دولت اگر تمہارے پاس ہوگی تبھی تم اپنے منصب کو بھی سمجھوگے، مقصد کو بھی سمجھوگے اور اس مقصد کے لیے دِیے گئے منہج کو بھی عملی جامہ پہناؤگے۔

عزیزانِ محترم! اللہ کے حبیب ﷺ نے ہماری ذمہ داری صرف مختصر اور محدود نہیں بتلائی بلکہ بڑی ہی جامع شامل اور عمومی سطح کی ذمہ داری بتلائی ہے۔ ارشاد مبارک ہے: والمؤمنُ عَنِ النّاسِ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِم۔

مومن کون ہے؟ ایمان والا کون ہے؟ تو فرمایا کامل مومن وہی ہے کہ جس سے تمام انسانیت کی جان بھی محفوظ رہے، ان کے مال بھی محفوظ رہیں، تمام انسانیت کو جس سے امن ملے، ان کی جانوں کو بھی امن ملے، مالوں کو بھی امن ملے، عزت وآبرو کو بھی امن ملے، تو وہ ہے مومن۔ تو مومن ہونے کے لیے بس ایک دو کلمے کا دہرا دینا کافی نہیں۔ وہ تو عقیدہ ہے لیکن عقیدہ ہمیں اپنی حقانیت کے لیے عملی ثبوت کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے لیے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تمام انسانیت کو تم صرف فائدہ پہنچاؤ، تمام انسانیت تمہاری وجہ سے امن وسلامتی میں رہے۔ تمام طبقات انسانی خواہ وہ کچھ بھی کرتے ہوں لیکن تم سے بہر حال فائدہ پہنچنا چاہیے، تم سے لوگوں کو بھلائی ملنی ہی چاہیے۔

اللہ کے حبیب ﷺ کی چند بنیادی اور اساسی درجہ کی باتیں میں آپ کے گوش گزار کر کے متعلقہ موضوع پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا، یہ اساسی باتیں ہیں جن کو آپ قانون کلی کے طور پر یاد رکھیں

کہ پہلے تو بتلایا کہ مومن کون ہے؟ تمام انسانیت کو جس سے فائدہ پہنچے۔ قرآن نے بتلایا ''للناس'' تم سارے لوگوں کو سارے انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے بھیجے گئے ہو، نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتلایا کہ تمہارے وجود سے تمام انسانیت کو امن ملے، عافیت ملے، آشتی ملے، رحمت ملے، راحت ملے، سکون ملے، قرار ملے، حبیب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنّاسِ تمام انسانوں میں سب سے بہترین انسان وہ ہے جو تمام انسانیت کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہو، اس کے وجود سے تمام انسانیت کو فائدہ پہنچے، نفع پہنچے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: الخلق كلهم عيال الله۔ جتنی بھی مخلوق روئے زمین پر ہے وہ سب اللہ کا کنبہ ہے۔ احب الخلق إلى الله من احسن إلى العيال اللہ کی مخلوق میں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق پر شفقت کرے، رحمت کرے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

یہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہدایات مقدسہ ہیں، ہم مومن ہیں تو ہمیں اپنے پیارے محبوب رسولِ پاک کی دی گئی تعلیمات کو ہماری اپنی زندگیوں میں نافذ کرنا ضروری ہے، اب جو آپ ﷺ کی تعلیمات ہیں صرف شادی بیاہ کی تقاریب کی حد تک ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر ہر گوشہ میں ہیں، زندگی کے ہر ہر شعبہ میں ہیں۔ ہم اپنی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں کہیں گے جس میں آقا نے ہمیں تعلیم نہ دی ہو، ہر گوشہ میں ہمیں آقا نے مالا مال کیا، سرفراز فرمایا، انسانوں کو فائدہ پہنچایا جائے، ہم سے انسانیت کو راحت پہنچے، یہ ہمارے لیے ہدایات ہیں اور جب تک ہم خود راحت میں نہیں ہوں گے اوروں کو کیسے راحت پہنچائیں گے؟ خود ہم بھلائی کرنے والے نہیں بنیں گے تو دوسروں کو کیسے بھلائی کی تبلیغ کرنے والے بن سکیں گے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم خود بھی خیر والے بنیں، بھلائی والے بنیں، خود بھی چین وسکون والے بنیں، دوسروں کو بھی چین وسکون پہنچانے والے بنیں اور ہم سے خود اپنے طور پر ہمارا یہ مقصود ہونا چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو کھنگالیں اور دیکھیں کہ کہاں ہم سے بھول ہو رہی ہے، کہاں ہم سے کوتاہی ہو رہی ہے، تاکہ اس کوتاہی کی ہم اصلاح کرسکیں۔ (درود شریف)

عزیزانِ محترم! اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً بیشک سب سے عظیم برکتوں والا نکاح سب سے زیادہ جس نکاح کے اندر برکتیں ہیں، رحمتیں ہیں، بھلائیاں ہیں، جس کے اندر انسانیت کے لیے راحت ہے، عاقدین کے لیے قرار ہے، ان کے عزیز واقربا کے لیے ٹھنڈک ہے، اطمینان ہے وہ کون سا نکاح ہے؟ فرمایا جس کے اخراجات کم ہوں۔ حبیب کریم ﷺ نے عقد نکاح کو دنیوی معاملات جیسا ایک معاملہ نہیں قرار دیا بلکہ اس کو عبادت کا ایک حصہ قرار دیا، اسی وجہ سے ارشاد فرمایا...... اِذا تَزَوّجَ العَبْدُ فقدِ استَكْمل نِصفَ الدِّيْن فَلْيَتَّقِ اللّٰه نِصفَ البَاقِي۔ جب بندۂ مومن عقد نکاح کرلیتا ہے تو اپنے دین کے آدھے حصہ کو پورا کرلیتا ہے۔ فَلْيَتَّقِ اللّٰه نِصفَ البَاقِي۔

تو پھر اسے دین کے بقیہ آدھے حصہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے، تو اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقد نکاح کو عام معاملات کے موافق نہیں بتلایا بلکہ اس کو دین کے حصوں میں آدھا حصہ قرار دیا، دین کے دو اجزا بنائے اور آدھا جز اللہ کے حبیب نے نکاح کو قرار دیا کہ جو بندہ نکاح کرلیتا ہے جو بندی نکاح کے رشتے میں منسلک ہو جاتی ہے اس کا وہ آدھا دین مکمل کرچکی ہے اور عقد نکاح کرنے والا اپنے آدھے دین کو مکمل کرچکا ہے اب بقیہ دین کے حصہ میں اسے خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے، تو نکاح دین کا آدھا حصہ ہے جب اس کو دین کا حصہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرار دیا تو اس میں ہم آزاد نہیں، جیسے چاہیں کرلیں، ہمیں ضرور اس کو دین کا حصہ ہی بنانا چاہیے، اس کو بھلائیوں کا چشمہ ہی بنانا چاہیے کیونکہ اس نکاح کے رشتہ سے بھلائیاں وجود میں آتی ہیں، اس کے ذریعہ سے اچھائیاں پنپنے لگتی ہیں۔ اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّج فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں صحیح بخاری ومسلم میں یہ حدیث پاک ہے امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ نے نوجوانوں کی جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا: اے گروہ نوجوان، اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو اخراجات نکاح برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، انھیں چاہیے کہ وہ اپنے نکاح کرلیں، کیونکہ یہ نکاح کی حفاظت کا ذریعہ ہے، عزت وآبرو کی تحفظ کا ذریعہ ہے اور جو ایسا نہیں کرسکتا، اخراجات نکاح برداشت کرنے کی اس کے پاس استطاعت نہیں تو اس کو چاہیے کہ وہ روزوں کا اہتمام کرے اس لیے کہ وہ شہوتوں کو توڑنے والا عمل ہے۔ تو اس سے معلوم کیا ہوتا ہے

امام الانبیاء سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیں جہاں نماز پڑھنے کی تفصیلات بتلائی ہیں، روزوں کے جہاں احکام بتلائے ہیں، حج وعمرے کے بارے میں جہاں آپ نے ہمیں قوانین عطا فرمائے ہیں وہیں ہمیں عقد نکاح کے لیے بھی قوانین عطا فرمائے ہیں، اس کے لیے بھی ضوابط عطا فرمائے ہیں، اس کے لیے بھی سنہرے اصول مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کی اگر ہم پیروی کریں اور ان اصولوں کو ہم پیش نظر رکھیں تو عقد نکاح ہمارے لیے ایک خوشی کی تقریب ہی نہیں ہوگی بلکہ رحمتوں برکتوں کے نزول کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں برسنے لگیں گی اور عقد نکاح کی مجلس میں جو شرکت کرنے والے ہوتے ہیں۔

فقہ حنفی کے اعتبار سے علمائے کرام کثرت سے یہاں موجود ہیں آپ ان سے دریافت کریں کہ نفل عبادت میں جو بندہ مشغول ہوتا ہے اس کو اجر وثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اشراق پڑھنے والے کو ثواب، چاشت پڑھنے والے کو ثواب، اوّابین پڑھنے والے کو ثواب، تہجد پڑھنے والے کو ثواب، قیام اللیل کرنے والے کو ثواب، خیر، خیرات کرنے والے کو ثواب، بھلائیوں کو پھیلانے والے کو ثواب، بیواؤں کی خدمت کرنے والے کو ثواب، یتیموں پر دست شفقت پھیرنے والے کو ثواب اور مظلوموں کی حمایت و مدد کرنے والوں کو ثواب، شرعاً جس طرح کاموں میں ثواب ملتا ہے اور نفل دوگانہ پڑھتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح میں مشغول ہونا، نفل عبادتوں میں مشغول ہونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

عزیزو! تم سمجھو کہ نکاح تم جیسا چاہو ویسا کرلو، یہ ایسا معاملہ نہیں، آج ہم یہی تو کہتے ہیں کہ کنڈیشن یہاں کیوں لگائی جا رہی ہے، پابندیوں کا کیوں اعلان کیا جا رہا ہے، مسجد میں پابند کروا دیجیے، خانقاہوں میں ہمیں پابند کروا دیجیے، درسگاہوں میں ہمیں پابند کروا دیجیے، ہمیں دیگر مقامات میں پابند کروا دیجیے، لیکن شادی کی تقریب تو ہمیں کرنے دیجیے، جیسا ہم چاہیں کرنے دیجیے، یہی تو خوشی کا موقع ہے، ہم کو خوشی میں کیوں پابند کیا جا رہا ہے؟ ہم کماتے ہیں، یہ پیسے ہمارے ہیں ہم اپنی تقریب کو جیسے چاہیں منالیں، خوشیوں کے موقع پر روکنا یہ اچھی بات نہیں۔ یہ غربت زدہ ذہن کی وجہ سے بات سامنے آتی ہے، تعلیم یافتہ ذہن یہ نہیں کہہ رہا ہوتا ہے، چونکہ جن کے پاس سرمایہ نہیں، وہی کہتے ہیں کہ شادی کے معاملات میں اسراف نہ کیا کرو، اگر ان کے پاس بھی سرمایہ ہوتا تو یہ بھی ہماری طرح کروفر سے شادی کرتے، یہ بھی آن بان سے شادی کرتے، یہ بھی شان وشوکت سے کرتے لیکن یہ اس لیے بول رہے ہیں کہ مولوی صاحبان چونکہ سرمایہ دار نہیں ہوتے اس لیے مطالبات کی دنیا میں ہلچل مچاتے ہوئے، اپنی وہ کمزوری کو چھپاتے ہوئے اس طرح سے ان چیزوں کو فوکس کرتے ہیں۔

مگر عزیزو! یہ درویش فقیر دنیا کے مال ومتاع کے محتاج نہیں۔ اگر یہ ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تمہارے کاروبار میں برکتیں ہوتی ہیں، تمہاری دکانیں چمکنے لگتی ہیں، روزگار میں تم پریشان ہوتے ہو، تو ان کی بارگاہوں میں آیا کرتے ہو، یہ وظیفہ پڑھنے کو دیتے ہیں تو روزگار میں تمہارے ترقی ہوتی ہے، کاروبار میں برکتیں ہوتی ہیں۔ تجارت کے لیے تم ہر جگہ جا جا کر چکریں لگا کر ٹھوکریں کھا کھا کر مایوس ہو چکے ہوتے ہو تو ان کی دعائیں تم لے لیتے ہو، تو اب تم جہاں جاتے ہو وہاں دروازے کھلے ہوئے پاتے ہو تو اُن کی وجہ سے تمہاری جھولیاں بھر رہی ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو پیسے برسنے لگ جائیں لیکن یہ فقیری کی زندگی کو گزار کر اس میں تمہارے لیے نیکی کا کام کر رہے ہیں، گدائی کی چٹائی پر بیٹھ کر دلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں تو ان کا یہ فرمان کوئی اور پس منظر اور پیش منظر میں نہ سوچا جائے، یہ اس لیے کہ ان کی نگاہیں آنے والے حالات کو دیکھ رہی ہیں، ان کی فراست والی نگاہیں دیکھ رہی ہیں، بصیرت والے دل دیکھ رہے ہیں۔

حالات اگر ایسے ہی ہوں گے تو خدا کا قہر اترے گا، سماج تباہ و تاراج ہو جائے گا، ہماری بچیاں شادی بیاہ کی ان بندھنوں کی وجہ سے جہیز کے ناجائز مطالبات کی وجہ سے وبال جان بن گئی ہیں، ماں باپ جن کے لیے آج سود کے لیے مجبور ہیں، سودی قرضوں کے لیے مجبور ہیں، چوری کے لیے مجبور ہو رہے ہیں، لوٹ کھسوٹ کے لیے مجبور ہو رہے ہیں حالانکہ یہ شرعاً مجبوری نہیں کہ اس کی وجہ سے یہ جائز ہو جائیں لیکن وہ اسی کی طرف آمادہ ہو رہے ہیں اور بہت سی بچیاں خودکشی کر لیتی ہیں، اس لیے کہ ماں باپ ہماری شادی نہیں کر پا رہے ہیں، نکاح کے لیے ہم نے ان پر دیکھا بڑی مشکلات ہیں، بوڑھے ماں باپ کو دیکھ رہی ہیں کہ روتے نظر آتے ہیں تڑپتے ہیں اور مچلتے نظر آتے ہیں، بچی جوان ہوتی ہے ماں باپ کی نیند حرام ہو جاتی ہے، ہم اپنے ماں باپ کو تڑپتا مچلتا نہیں دیکھ سکتیں، لہٰذا زندگی سے مایوس ہو کر وہ خودکشی کر رہی ہیں۔

عزیزو! تمہارے یہ ناجائز مطالبات نہ جانے کتنوں کی جانوں کو ہلاکت کا باعث بن رہے ہیں، ارے اُس نبی رؤوف الرحیم کے تم امتی

ہو جس نبی رؤوف الرحیم نے جانوروں کے ساتھ بھی رحمت و شفقت کرنے کا حکم دیا ہے، کتوں کی جان بچانے پر جنت کی خوش خبری سنائی ہے، صحیح بخاری میں حدیث پاک ہے اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی روایات دو قسم کی ہیں ایک میں عورت کا ذکر ہے اور ایک میں مرد کا ذکر ہے۔ ایک کنواں کے کنارے پر ایک عورت نے کتے کو دیکھا کہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تڑپ رہا ہے، ایک میں مرد نے دیکھا کہہ کر بیان ہے بہر حال واقعے دو بھی ہو سکتے ہیں، تعدد واقعات پر محدثین نے محمول کیا عورت کا بھی واقعہ ہے، مرد کا بھی واقعہ ہے، الگ الگ موقع پر ہوا، کتا تڑپ رہا ہے پانی نہیں ملنے کے باعث اس کو رحم آ گیا کہ اگر میں ایسے ہی گزر جاؤں اگر چہ میں نہ اس کتے کا مالک ہوں، نہ اس کا متولی و کفیل ہوں اور نہ سر پرست ہوں، مر جاتا ہے تو مجھے کیا کرنا ہے، یہ کہہ کر گزر سکتا تھا، لیکن سوچا اللہ کی مخلوق ہے اور اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا چاہیے، اللہ کی مخلوق ہماری آنکھوں کے سامنے تڑپتے ہوئے دم توڑ دے ایسا نہیں ہوسکتا، انھوں نے سمجھا تھا کہ اللہ کی تعلیم کیا ہے، رسولوں کی تعلیم کیا ہے، منشائے خدا کیا ہے؟ خلق خدا پر رحم کرنا چاہیے، خلق خدا سے پیار کرنا چاہیے، ان پر آسانیاں پیدا کرنی چاہیے، اس لیے رک گئے، اس کتے کو پانی پلانے کے لیے بے چین ہو گئے، انھوں نے دیکھا کیسے پانی پلائیں؟ وہاں کوئی پانی کا انتظام نظر نہیں آیا۔ کنوئیں میں تو پانی ہے مگر ڈول اور رسی ہو تو پانی نکال سکیں، اتفاق سے پانی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ بھی سمجھ میں نہیں آیا، اس کے بعد دل میں خیال آیا کہ چلو اچھا ہے ایک تو ہم کر سکتے ہیں کہ کنوئیں میں اتریں گے اور اپنے موزے میں، جوتے میں پانی بھر کر لائیں گے اور کتے کو پلائیں گے یہ سوچ کر اس عورت نے کنوئیں کا رخ کیا اور کنوئیں میں اترتی رہی، اترتی رہی، اندر پہنچی پھر پانی لے کر وہ اوپر آئی اور اس کتے کو پانی پلایا، جس کے نتیجہ میں اس کی جان بچ گئی اور دوسری روایت کے متعلق مرد نے کنواں کا رخ کیا، اندر اترا، پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا جس کے نتیجہ میں کتا بچ گیا۔

اللہ کے محبوب نے اس کا تذکرہ کیا، ارے وہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان مقدس سے جہاں توحید خدا بندی کی باتیں بتلا رہے ہیں، مالک ارض کے صفات جمیلہ کا ذکر فرما رہے ہیں آج اپنی اسی زبان مقدس سے اس کتے کی جان بچانے والی عورت اور مرد کا بھی ذکر فرما رہے ہیں۔ فرمایا اللہ کے محبوب نے کہ اللہ نے اُس کے اس عمل کی قدر دانی فرمائی، اس کے اعمال تو اس لائق و قابل نہ تھے کہ وہ بخشا جائے اور وہ عورت بخشی جائے مگر رب العالمین نے بخشا تو فقط اس لیے بخشا کہ اس نے کتے کی جان بچائی تھی، اس کو پانی پلایا تھا، اس کو اللہ نے معاف کر دیا اور جنت کا حق دار بنا دیا، اس بندے کو بھی جنت کا حق دار بنایا تو فقط اس لیے بنایا کہ اس نے کتے کی جان بچائی اور اس بندی کو بھی جنت کا حق دار بنایا تو اس لیے کہ اس نے بھی کتے کی جان بچائی۔

اے میری ماؤں اور بہنو! مطالبات کی دنیا میں تمہارا بھی کردار بہت زیادہ ہے، تم بھی تو مجبور کرتی ہو کہ بیٹا ہمارا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی شادی کے موقع پر ہمارا گھر بھر جائے اور مانگنے کے انداز مختلف ہو گئے، بڑی شائستگی سے مانگا جا رہا ہے، ہم نے بچے کو ڈاکٹر بنایا، انجینئر بنایا، ہم نے بڑی محنتیں کیں کافی خرچ اس کی تعلیم پر ہمارا ہوا۔ شادی کے موقع پر سب وصول ہونا چاہیے۔ ارے واہ! یہ سوچنے کا انداز تم کو کس نے دیا؟ نبیوں کے سردار نے تمہیں بھیک مانگنے والا نہیں بنایا، لوگوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے والا بنایا، اپنی خوشی کے موقع پر دوسروں سے پیسے حاصل کر کے دوسرتوں کو آباد کرنا چاہتے ہو، ایسی خوشیوں سے تمہارا گھر آباد نہیں ہوگا، اس کے نتیجہ میں برباد بھی ہوگا اور آج برباد ہوتا ہی جا رہا ہے، ہم نے نہ آبادی کو سمجھا اور نہ بربادی کو سمجھا۔ ہم سمجھ رہے ہیں بلڈنگیں آ گئی ہیں، ہم سمجھ رہے ہیں گاڑیاں آ گئی ہیں، ہم سمجھ رہے ہیں کہ کافی رقوم مل چکی ہے ہم تو آباد ہوئے۔ اجی عزیزو! اِن بزرگوں کو اللہ نے جو نگاہیں دی ہیں ان نگاہوں سے ذرا اپنے اس گھر کو جہاں دیکھتے ہو، اندر کے گھر کو بھی دیکھو، اس گھر کو بھی دیکھو جو دل ہیں جہاں کہ مالک کے جلوے بکھرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تجلیات کا نزول ہوتا ہے، ذرا اُس خانہ کو بھی دیکھو کہ یہ آباد ہوا یا برباد ہوا، جب اس گھر کو دیکھتے ہو تو یہ تو برباد ہو چکا ہوتا ہے، تم اس گھر کو آباد کرنا چاہتے ہو جس پر مخلوق کی نظر ہے۔ عزیزو! اُس گھر کو آباد کرو جس پر رب کی نظر ہے اور یہ آباد اسی وقت ہوگا جب کہ اس کے محبوب کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق تقاریب کا انعقاد کیا جائے، اہتمام کیا جائے، تو یہ مطالبات یہ بھیک مانگنے کا انداز ہمارا، ہم کو تباہ و تاراج کر رہا ہے، ہم شائستگی سے مانگتے ہیں کہتے ہیں کہ عام طور پر لوگ جتنا دیتے ہیں اُتنا آپ کو بھی دینا چاہیے۔

ایک شاعر نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے:

وہ دن نہیں ہے دور کہ مانگے فقیر بھی
اللہ کے نام پہ ہمیں ماروتی کار دو

اللہ کے نام پر مانگ رہے ہیں تو دیجئے ماروتی کار۔ مانگنے کا

انداز بڑھتا جا رہا ہے، معیار ہمارا مانگنے کا بھی بڑا اونچا ہو گیا اور ہم اس میں کوئی عیب بھی محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ عزیزو! تمہارے اِن مطالبات کی وجہ سے جو اپنی بچی کو عقد نکاح کے ذریعہ سے اس زندگی سے منسلک کرنا چاہتا ہے وہ کتنا پریشان ہے، اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے، اس کا تمہیں اندازہ بھی ہے، اللہ اللہ۔ اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناراض کر کے تم اس دنیا میں چین وسکون حاصل کرنا چاہتے ہو، اس حبیب پاک کی کرم نوازیوں کی ہر عالم ہمیں ضرورت ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کو دنیا کے عام معاملات کی طرح قرار نہیں دیا بلکہ اس کو عبادت کا درجہ عطا فرمایا، اجر وثواب کی بشارت دی۔ النکاح من سنتی فرمایا۔ اپنی سنت کریمہ کا حصہ قرار دیا اور اللہ کے محبوب نے اتنا ہی نہیں نکاح کے بعد ہونے والے ازدواجی عمل کو بھی اجر وثواب والا عمل قرار دیا۔ کون ہے! آج دنیا میں جو تم کو عقد نکاح پر اجر و ثواب دینے والا، ہے کوئی دنیا کا دھرم؟ ہے کوئی دنیا کا نظام؟ آج دنیا میں مختلف نظاموں کے حوالے سے تعارف کروایا جاتا ہے کہ امن یہاں ملے گا، چین وسکون یہاں ملے گا، ارے تمہارے دھرم تم کو کیا چین دیں گے؟ آؤ بارگاہ مصطفیٰ کی طرف ہم تم کو لے چلتے ہیں جو نماز پڑھنے پر بھی اجر وثواب دلواتے ہیں تو مسکرانے پر بھی اجر وثواب دلواتے ہیں، آپس میں محبت کرنے پر بھی اجر وثواب دلواتے ہیں۔ ارے پیار سے کسی کو دیکھ کر ہنسنے پر بھی اجر وثواب دلواتے ہیں، یہی نہیں اللہ کے محبوب فرماتے ہیں کہ میرے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق نکاح کرو گے تو اجر وثواب ملے گا اور امام اعظم کا ابھی آپ نے حوالہ سن لیا، نفل میں مشغول ہونے سے زیادہ ثواب ملے گا۔

اب اس کے بعد ازدواجی عمل جب میاں بیوی کا ہوگا۔ اس کے بارے میں بھی صحابہ نے پوچھا۔ نیکیوں کو جاننے کا کیسا حسین اللہ نے جذبہ دیا تھا، کیسا تڑپتا ہوا دل اللہ نے ان کو مرحمت فرمایا تھا، ان حضرات نے پوچھا صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث پاک ہے اور مسند امام احمد بن حنبل میں بھی یہ حدیث پاک ہے۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی ہم میں سے اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرے تو کیا اُس پر بھی نیکی لکھی جاتی ہے؟ تو اللہ کے محبوب نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں، اس پر بھی نیکی لکھی جاتی ہے، اس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے، یہ بھی اعمال صالحہ کے ذخیرہ میں لکھایا جاتا ہے، تو صحابہ نے پوچھا حضور! یہ تو ہم اپنی جنسی جذبات کی تسکین کے لیے کرتے ہیں اس میں کون سا عبادت کا پہلو ہے؟ نیکی اس میں کس طرح سے مل رہی ہے؟ تو خیر عطا کرنے والے بھلائیوں سے نوازنے والے محبوب نے فرمایا، ذہن وفکر کے زاویہ کو روشنی عطا فرمائی، فرمایا اے میرے صحابہ! اگر کوئی یہ خواہش ناجائز طریقہ سے پوری کرتا تو کیا گناہگار نہ ہوتا؟ کیا وہ پکڑا نہ جاتا؟ کیا اللہ کے قہر کا شکار نہ ہوتا؟ کیا اُس کے کھاتے میں گناہ لکھا نہ جاتا؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور حضور، اگر وہ غلط طریقے سے اس عمل کو کرے گا تو وہ گناہگار بھی ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ گرفتار بھی کرے گا، اپنے قہر میں مبتلا بھی کرے گا، تو رحمت للعالمین نے ارشاد فرمایا کہ جب میری سنت کے مطابق عمل کرے گا تو ثواب کیوں نہ ملے گا۔

تو میرے عزیزو! آج جس برائی اور بربادی سے روکا جا رہا ہے اگر تم اس سے رک جاؤ گے تو تمہارا یہ عمل طاعتوں میں شمار کیا جائے گا، عبادتوں میں شمار کیا جائے گا۔ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کا طریقہ یہ ہے کہ خلق خدا کی ہر سانس کو خدا کے ذکر میں گزروانا چاہتے ہیں کہ تمہاری سانسیں بھی خدا کی یاد میں رہیں، تمہاری ہر ہر گھڑی خدا کی یاد میں رہے، تمہارا دین صرف عبادات جو مقرر کی گئی ہیں اسی حد تک نہیں، معاملات کو بھی تم دین بنا سکتے ہو، ان معاملات کو اللہ کے رسول کی سنتوں کے مطابق کرو، تو معاملات کا بھی نام اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کے مطابق ہوگا۔ تو عزیزانِ محترم! یقیناً وہی دین ہوگا کیونکہ دین کسی اور شے کا نام نہیں، نبی رحمت ﷺ کی وفادار غلامی کا نام دین ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

حبیب پاک کی بارگاہ تک پہنچ جا، اپنے آپ کو قدم مصطفیٰ تک پہنچا دے کہ مکمل دین اسی کو کہتے ہیں اگر وہاں تک تو پہنچ نہ سکا تو پھر دیکھ بولہبی کے سوا کچھ نہیں ہے بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

اے سعدی! صفا کا راستہ تو طے نہیں کر سکتا کہ محال ہے جب تک کہ حبیب پاک کی طاعت واتباع نہیں ہوگی۔ صفائے قلب کا وہ راستہ طے نہیں ہو سکتا، وہ منزل تجھ کو مل نہیں سکتی۔ (**جاری**)

☆☆☆

☆رکن الثقلین فاؤنڈیشن، قصبہ گکرالہ، ضلع بدایوں (یوپی)

لباس اور پردہ۔ سیرت اور ہم

کاظمہ خاتون عرفی ☆

لباس اور پردہ کے معاملے میں آج کل کی مسلم خواتین، بیشتر بہنیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کو ترک کر کے غیر مسلموں کا فیشن اختیار کر رہی ہیں اور خدا و رسول جو ہمارے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں ان کے حکموں اور ان کے طریقوں کے خلاف عمل کر رہی ہیں۔

حقیقت میں نیک عورتیں وہ ہیں جن کا لباس ایسا ہو کہ سر سے ٹخنے تک چہرہ اور ہاتھ کے سوا سارا جسم ڈھکا رہے لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے جسم جھلک رہا ہو۔ ڈھیلا ڈھالا بھی ہو، ستر پوش بھی۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت اسماء ﷺ حاضر ہوئیں اور اس وقت ان کے جسم پر باریک لباس تھا تو حضور ﷺ نے ان سے منھ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے سوا اُس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے۔ اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو ایسا لباس پہننا جس سے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، حرام ہے۔

ایک اور حدیث ہے۔ سن لیں اور اُسے ہمیشہ یاد رکھیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے کہ دوزخیوں میں دو گروہ ہے۔ ایک ان میں سے ان عورتوں کا ہے جو (ظاہر میں تو) کپڑے پہنتی ہیں مگر (حقیقت میں) ننگی ہیں۔ یعنی اس قدر باریک اور ایسی لاپرواہی سے کپڑے استعمال کرتی ہیں کہ ان کا بدن چمکتا ہے اور کہیں سے کھلا ہوتا ہے کہیں سے چھپا ہوا۔

دوسری جو مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں (کہ بناؤ سنگھار کر کے دوسروں کا دل لبھاتی یا سر سے دوپٹہ اتار دیتی ہیں تا کہ دوسرے مرد اُن کا چہرہ وغیرہ دیکھیں) اور بازاروں میں مٹک مٹک کر چلتی ہیں (تا کہ دوسروں کو فریفتہ اور اپنی طرف مائل کریں) ایسی عورتیں ہرگز بہشت میں داخل نہ ہوں گی اور جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گی۔

بہنو! جان لو لباس پہن کر بھی ننگی ہونے کی تین شکلیں ہیں:

ایک تو یہ لباس جو آج کل ہم میں سے بیشتر عورتوں میں رائج ہے۔ یعنی مختصر بلاؤز اور قمیص وغیرہ۔ دوسری شکل یہ ہے کہ لباس اتنا باریک ہو کہ اس سے جسم نظر آتا ہو۔ تیسری شکل یہ ہے کہ لباس تو سارے جسم پر ہے لیکن اتنا چست ہے کہ اس سے سارا جسم نمایاں ہو رہا ہو۔

بہنو! یہ بات کتنی افسوسناک ہے کہ مسلم خواتین میں بھی اکثر ایسا لباس پہنتی ہیں۔ اللہ ہم عورتوں پہ رحم کرے اور نیک ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيْبِهِنَّ۔

اے غیب کی خبر دینے والے محبوب آپ اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنے اوپر چادر یا برقعہ ڈال لیں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شریف عورتیں وہ ہیں کہ جب گھر سے کسی ضرورت کے باعث قدم باہر نکالیں تو ان کا جسم کسی چادر یا برقعہ سے سر سے پاؤں تک چھپا رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کے لیے حکم فرمایا ہے کہ آپ ﷺ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اپنی آبرو کی حفاظت کریں اور اپنا حسن و جمال دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔" وہ اپنا حسن و جمال غیر مردوں پر ظاہر نہ کریں۔ اب رہی بات کہ عورت کے جسم میں حسن و جمال کی پہچان کونسی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ عورت کا خوبصورت ہونا یا بدصورت ہونا اُس کے چہرے ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا غیر مردوں سے اُسے چھپانا بھی ضروری ہے۔

ایک اور حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ ایک نابینا صحابی تھے۔ وہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کی بیویوں میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضور اکرم

ﷺ نے ان نابینا صحابی کو آتا دیکھ کر ان دونوں سے فرمایا کہ اے ام سلمہ اور میمونہ تم دونوں پردے میں ہو جاؤ۔ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں! ہم کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم بھی اُن کو نہیں دیکھ سکتیں۔

پیاری بہنو! دیکھئے ایک طرف حضور اکرم ﷺ کی پیاری بیبیاں جو تمام امت کی مائیں ہیں دوسری طرف نابینا صحابی مگر پھر بھی پردہ کا کس قدر احترام کرایا گیا۔

پیاری بہنو! اگر ہم غور کریں تو اپنی عزت و ناموس کو بچانے کی خاطر پردہ ہمارے لیے بے حد ضروری ہے۔ بے پردگی ہی تمام برائیوں کو پھیلاتی ہے۔ یہ شریعت کی رحمت ہے کہ اس نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ ہمیں شریعت کے اس حکم کی قدر کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہم سب عورتوں کو حضور اکرم ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور برائیوں کے راستوں سے دور رکھے۔ (آمین ثم آمین)

☆☆☆

☆ شاہ ٹولی، داناپور کینٹ، پٹنہ (بہار)

جشن دستارِ فضیلت و عرس حضرت مفتی اعظم راجستھان

جشن ختم بخاری شریف و دستار فضیلت و عرس مفتی اعظم راجستھان بتاریخ ۳، ۴، اکتوبر ۲۰۱۵ء مطابق ۱۸، ۱۹، ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بروز سنیچر اتوار اختتام پذیر ہوا۔ جشن ختم بخاری شریف دارالعلوم اسحاقیہ سے متصل مسجد زندہ شاہ میں بتاریخ ۳، اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز سنیچر بعد نماز عشاء ہوا جس میں دارالعلوم اسحاقیہ کے عزیز طلبہ نے نعت و تقریر و مکالمہ و ترانۂ دارالعلوم خوب صورت اسلوب و انداز میں پیش کیا، معاً بعد حضرت مولانا مفتی ولی محمد رضوی نے اصلاح معاشرہ کے موضوع پر خطاب کیا جب کہ حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور نے حضرت صدرالافاضل اور حضرت مفتی اعظم راجستھان علیہما الرحمہ کی علمی و دینی شخصیت بارزہ پر خطاب فرمایا۔ جانشین مفتی اعظم راجستھان حضرت مفتی شیر محمد خان رضوی شیخ الحدیث و صدرالمدرسین دارالعلوم اسحاقیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی آخری حدیث فارغ ہونے والے طلبہ کو پڑھا کر اجازت مرحمت فرمائی۔ دعا و سلام پر ختم بخاری شریف کا روح پرور منظر اختتام پذیر ہوا۔

۴راکتوبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار مقام چوکھا شریف جودھ پور میں دستار فضیلت و عرس حضرت مفتی اعظم راجستھان منعقد ہوا جس میں دارالعلوم اسحاقیہ کے عزیز طلبہ نے نعت و منقبت و تقریر و مکالمہ و ترانۂ دارالعلوم پیش کیا۔ مولانا حافظ و قاری محمد سعید اشرفی بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان اشرف باسنی نے مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ کی تعلیمی و تبلیغی خدمات جلیلہ پر ایک فکرانگیز خطاب کیا۔ حضرت مولانا سید محمد صدیق قادری جیلانی موربی گجرات نے بھی اپنے محسن و مربی کی بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کیا۔ حضرت مولانا عبداللہ حیدری نے مفتی اعظم راجستھان کی دینی اور سماجی خدمات پر بصیرت افروز خطاب کیا۔ گل گلزار اشرفیت شہزادۂ حضرت مخدوم سمناں حضرت مولانا سید صغیر اشرف اشرفی الجیلانی نے مفتی اعظم راجستھان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خاموش تبلیغ پر مدلل و مفصل خطاب فرمایا، شعرائے اہل سنت نعت و منقبت کے گلدستے پیش کرتے رہے پھر نور دیدۂ حضرت مفتی اعظم راجستھان حضرت الحاج محمد معین الدین اشرفی سربراہ اعلیٰ دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور نے حضرت مفتی اعظم راجستھان کی تعلیمی و سماجی و رفاہی خدمات جلیلہ پر تاثر پیش کرتے ہوئے مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر لکھی جانے والی کتاب ''فیضان مفتی اعظم راجستھان'' کا اپنے دست مبارک سے رونمائی فرمائی۔ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی بانی دارالقلم دہلی نے حضرت مفتی اعظم راجستھان کی ولایت مآب شخصیت پر ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا پھر فارغ ہونے والے طلبہ کے سروں پر علما و مشائخ کے جھرمٹ میں حضرت جانشین مفتی اعظم راجستھان حضرت مفتی شیر محمد خان رضوی اور شہزادۂ مفتی اعظم راجستھان حضرت الحاج معین الدین اشرفی نے دستار بندی فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا سید محمد نورانی میاں اشرفی الجیلانی کچھوچھوی نے حضرت مفتی اعظم راجستھان علیہ رحمۃ الباری کی دینی خدمات پر نہایت ہی ایمان افروز خطاب کیا پھر سلام و شجرہ خوانی و دعا پر جشن دستار فضیلت و عرس حضرت مفتی اعظم راجستھان اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں اور رعنائیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

رپورٹ: محمد برکت علی اشرفی، درجۂ فضیلت، شعبہ درس نظامی، دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

بزم سخن

ماہِ ربیع الاوّل آیا

آیا سب کی آنکھ کا تارا ماہ ربیع الاوّل آیا

رحم و کرم کی بدلی چھائی دشمن ہو گئے بھائی بھائی
بجنے لگی حق کی شہنائی چمکا نصیب حلیمہ دائی
آیا سب کی آنکھ کا تارا ماہ ربیع الاوّل آیا

میرے نبی جب پیدا ہوئے تھے کعبہ کے بت سب اوندھے گرے تھے
ابلیسی سب چیخ رہے تھے اہل حق سب جھوم رہے تھے
آیا سب کی آنکھ کا تارا ماہ ربیع الاوّل آیا

دل میں بسا ہے گنبد خضریٰ جلوہ دکھا دو اب تو خدا را
ہم کو نسیم ان کا سہارا دنیائے ہستی میں کام آیا
آیا سب کی آنکھ کا تارا ماہ ربیع الاوّل آیا

نتیجۂ فکر
مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی
پیش کردہ: رئیس احمد ادروی قادریہ مسجد ہبلی کرناٹک

جشن ولادت نوشہ بزم ہدیٰ ﷺ

آؤ سب مل کر منائیں جشن میلاد النبی
عید مسلم در حقیقت جشن میلاد النبی
بجھ گیا آتش کدہ فارس کا خاک اڑنے لگی
جب منایا جا رہا تھا جشن میلاد النبی
آمنہ کی گود میں آیا حبیب کبریا
آمنہ نے بھی منایا جشن میلاد النبی
منھ کے بل سب بت گرے سرکار کی آمد ہوئی
کعبہ میں اک شور اٹھا جشن میلاد النبی
ہم منائیں کیوں نہ اب جشن ولادت آپ کا
بو لہب نے بھی منایا جشن میلاد النبی
پرچم اسلام رہے گا سارے عالم میں بلند
یوں منایا جا رہا ہے جشن میلاد النبی
دھوم ہے جشن ولادت کی ہر ایک جانب نسیم
پھر نہ کیوں کر ہم منائیں جشن میلاد النبی

نتیجۂ فکر: مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی
پیش کش: رئیس احمد عزیزی رضوی ادروی مئو (یوپی)

درود وسلام بارگاہ خیر الانام علیہ السلام

اللّٰہ رَبُّ محمدٍ صلیٰ علیہِ وَ سَلّمَا
اُمّی لقب عالی نسب اے سرورِ ہر دوسرا
شامِ ابد کی تم جھلک صبح ازل کی تم ضیاء
اللّٰہ رَبُّ محمدٍ صلیٰ علیہِ وَ سَلّمَا
جلوہ تمہارا بالیقیں ہے گلستاں در گلستاں
اے رحمۃ للعالمین اے سرورِ کون و مکاں
اللّٰہ رَبُّ محمدٍ صلیٰ علیہِ وَ سَلّمَا
غربت کا میں مارا ہوا تم پیکر جود و سخا
تم مالک کونین ہو میں اک فقیر بے نوا
اللّٰہ رَبُّ محمدٍ صلیٰ علیہِ وَ سَلّمَا
گلہائے تر شمس و قمر حور و فلک جن و بشر
اے درد مندوں کی دوا اے مرہم زخم جگر

نَحْنُ عبادُ محمدٍ صلیٰ علیہ و سَلّمَا
اے مطلع انوارِ حق اے مظہر ربُّ العلا
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ تم ابتدا تم انتہا
نَحْنُ عبادُ محمدٍ صلیٰ علیہ و سَلّمَا
خوشبو کے پردے میں نہاں گلہائے رنگیں سے عیاں
رب کی ربوبیت جہاں رحمت تمہاری ہے وہاں
نَحْنُ عبادُ محمدٍ صلیٰ علیہ و سَلّمَا
مجبور میں مختار تم طالب ہوں میں تم مدعا
میری طرف چشم کرم میری طرف چشم عطا
نَحْنُ عبادُ محمدٍ صلیٰ علیہ و سَلّمَا
کلمہ تمہارے نام کا پڑھتے ہیں سب شام وسحر
اعجاز کی ہے یہ صدا سوئے غریباں یک نظر

اللّٰہ رَبُّ محمدٍ صلیٰ علیہ و سَلّمَا
نَحْنُ عبادُ محمدٍ صلیٰ علیہ وسَلّمَا

نتیجۂ فکر
مولانا حافظ قاری
محمد سعید اعجاز مجددی
فاضل جامعہ عربیہ ناگپور

بارہویں تاریخ

دلکشی ہی دلکشی ہے بارہویں تاریخ ہے
ہر طرف ذکر نبی ہے بارہویں تاریخ ہے
فرش تا عرش بریں نور کا چرچا ہے آج
دھوم آمد کی مچی ہے بارہویں تاریخ ہے
مرکز رحمت بنا ہے آمنہ بی بی کا گھر
نور کی جلوہ گری ہے بارہویں تاریخ ہے
مومنو ! تازہ کرو ایمان ذکر نور سے
نور کی محفل سجی ہے بارہویں تاریخ ہے
با ادب واصف مناؤ جشن شاہ انبیاء
عید میلاد النبی ہے بارہویں تاریخ ہے

نتیجۂ فکر

عبداللہ رضوی واصف قادری
مدرسہ غوثیہ بدر العلوم، برہم پور، دربھنگہ (بہار)

نعت پاک

جانب مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
اُن سا دیکھا نہ تھا دیکھتے رہ گئے
عکس ذات خدا آئینہ مصطفیٰ
عکس اور آئینہ دیکھتے رہ گئے
یا نبی کہہ کے طوفاں سے کھیلا کیا
سب میرا حوصلہ دیکھتے رہ گئے
غار کے پاس اغیار پہنچے مگر
چاند بدلی میں تھا دیکھتے رہ گئے
جب گنہگار ابرار بخشا گیا
زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے

نتیجۂ فکر

مولانا ابرار احمد قادری رضوی
امام وخطیب گلشن محمدی مسجد گلشن نگر کھنڈوہ (ایم پی)
09907518223,07748818223

نماز

تسکینِ روح ، دل کا سکینہ نماز ہے — فرمانِ مصطفیٰ کا قرینہ نماز ہے
نورِ نگاہ شاہِ مدینہ نماز ہے — خلدِ بریں کے قصر کا زینہ نماز ہے
روحانیت کے چرخ کا تارہ نماز ہے — قرآنِ حق بیاں کا سپارہ نماز ہے
تا زندگی نماز پہ رکھیں گے ہم نگاہ — اسلام زندہ باد کا نعرہ نماز ہے
ہر دم پڑھیں گے جاکے مساجد میں ہم نماز — دیدارِ مصطفیٰ کا وسیلہ نماز ہے
سرمست جس سے اہلِ شریعت کا دل ہوا — وہ باد وہ بہار وہ مینا نماز ہے
طوفانِ نوح میں بھی نہ ڈوبیں گے نمازی — طوفانِ نوح کا بھی سفینہ نماز ہے
ہر دم پڑھوں نماز خشوع و خضوع کے ساتھ — اعمالِ نیک تر کا خزینہ نماز ہے
جاں دیکے بچانا ہے ہمیں دین کی نعمت — اسلامِ دینِ حق کا دفینہ نماز ہے
ہم کیوں نہ پڑھیں دل سے سدا وقت پر نماز — اہلِ جہاں کے واسطے تحفہ نماز ہے
پڑھتے رہیں گے قبر میں بھی باوضو نماز — اُمّت کی بخششوں کا یہ تمغہ نماز ہے

ہر اہلِ دیں کے واسطے واللہ اے علی
محشر کے دن نجات کا مژدہ نماز ہے

☆☆☆

مولانا علی احمد سیوانی (علی گڑھ) 9319879218

نعت پڑھوں

چراغ عشق جلا کر تمہاری نعت پڑھوں — درود پاک سنا کر تمہاری نعت پڑھوں
مرے حضور سے جبریل نے کہا ہوگا — میں اپنے پر کو بچھا کر تمہاری نعت پڑھوں
فرشتے قبر میں مجھ سے سوال جب پوچھیں — میں اور کچھ نہ بتا کر تمہاری نعت پڑھوں
میں چاہتا ہوں کہ اک دن تمہاری محفل میں — تمہارے سامنے آ کر تمہاری نعت پڑھوں
تمہارے در کی اگر خاک مجھ کو مل جائے — جبینِ دل پہ سجا کر تمہاری نعت پڑھوں
یہ حوصلہ ہے کہ محشر میں گر اجازت ہو — خدا کے سامنے جا کر تمہاری نعت پڑھوں
ہمیں یوں لگتا ہے یہ وقت کی بربادی ہے — وہابیوں کو بٹھا کر تمہاری نعت پڑھوں
یہ آرزو ہے زیارت کریں مری آنکھیں — جب اپنے گھر کو سجا کر تمہاری نعت پڑھوں
نظر کے سامنے کعبہ ہو اور میں انصار — دعا کے ہاتھ اٹھا کر تمہاری نعت پڑھوں

نتیجہ فکر

انصار رضا نوری، صدر غریب نواز فاؤنڈیشن، دہلی
9716812786

مرکز صوفیہ بستان المحدثین دھلی شریف میں چار روزہ عظیم الشان

انٹرنیشنل صوفی کانفرنس

INTERNATIONAL SUFI CONFRENCE

विश्व सूफी शिखर सम्मेलन

۷، ۸، ۹، ۱۰ جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ/ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات، جمعہ، سنیچر، اتوار

عرب وخلیج، سینٹرل ایشیا، ساؤتھ ایسٹ ایشیا، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ اور ہندوستان وبنگلہ دیش کے

۲۰۰ معروف ومقبول علما وصوفیہ مشائخ کا عظیم تاریخی اجتماع

تصوف
تائید وتسلیم
صدق وصلاح
وقار ووفا
فوز وفلاح

تصوف
توبہ
صفا
ولایت
فنا

افتتاحی اجلاس: ۱۷، مارچ ۲۰۱۶ء۔ وِگیان بھون لودھی روڈ، نئی دہلی
سیمینار: ۱۸، ۱۹ مارچ ۲۰۱۶ء۔ انڈیا اسلامک کلچرل سینٹرل۔ لودھی روڈ، نئی دہلی

اختتامی اجلاس: ۲۰ مارچ ۲۰۱۶ء۔ رام لیلا میدان، نئی دہلی

DECLARATION DAY

دہلی میں علما ومشائخ کا عالمی انجمن

زیر انتظام
علمائے اہل سنت
وطلبۂ جامعات
واسلامی مدارس

زیر اہتمام
آل انڈیا
علما ومشائخ بورڈ
دہلی

All India Ulama & Mashaikh Board
(An appcx body of Sunni Muslims)
Head office: 20-Johri farm Jamianagar New Delhi-25
Cont: 011-26928700,9212357769 *Email:* aiumbdel@gmail.com *Website:* www. aiumb.com

صوفیہ کا عقیدہ ونظریہ

”ایک بے قصور انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔“ (قرآن حکیم)

صوفیہ کا مذہب ومسلک

”اگر راہ میں کانٹے بچھانے والوں کو کانٹے بچھا کر جواب دیا جانے لگا تو پوری دنیا کانٹوں سے بھر جائے گی۔“

داعش مسلمانوں کا نہیں اسرائیلی اور امریکیوں کا گروہ ہے

رضا اکیڈمی کے احتجاج میں علماء نے یہ بھی کہا: اس دہشت گرد تنظیم کے حوالے سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو بدنام کیا جارہا ہے

ممبئی: پیرس میں ہونے والے دہشت گردانہ حملوں کے خلاف چہار جانب سے داعش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کئے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلے میں بعد نماز جمعہ کھتری ہال میں رضا اکیڈمی کی جانب سے احتجاج کیا گیا جس میں علماء نے دوٹوک انداز میں کہا کہ داعش مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ اسرائیلی اور امریکی یہودیوں کا گروہ ہے اور اس حوالے سے اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو بدنام کرنے کی منظم سازش رچی گئی ہے

اس موقع پر داعش مردہ باد کے زبردست نعرے بلند کیے گئے اور مظاہرین جن میں بچے بھی شامل تھے اپنے ہاتھوں میں تختیاں اٹھائے ہوئے تھے جس پر دہشت گردی اور داعش کی مذموم حرکتوں کے خلاف نعرے لکھے ہوئے تھے۔ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری محمد سعید نوری نے کہا کہ "قرآن حکیم نے ایک بے گناہ شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے، ایسے میں داعش کا عمل نہ صرف غیر اسلامی غیر شرعی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ عظیم تنظیم ہے جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔" انہوں نے یہ بھی کہا کہ "اس سے قبل بھی ایسی تنظیمیں وجود میں لائی گئیں اور ان کا مقصد مسلمانوں اور اسلام کی شبیہ بگاڑنا تھا اس کے ذریعے بھی یہی سازش جاری ہے۔" انہوں نے یہ بھی کہا کہ "ہم ہر طرح کی دہشت گردی خواہ وہ ملکی سطح پر ہو یا عالمی سطح پر، کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور جلد ہی بڑے پیمانے پر اس کے خلاف احتجاجی پروگرام منعقد کیا جائے گا۔

مولانا خلیل الرحمٰن نوری نے کہا "کہ داعش جو بھی کررہی ہے وہ اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بدنام کرنے کے لیے کررہی ہے اور اس کے عمل سے یہ بھی واضح ہورہا ہے کہ یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ اسرائیلی اور امریکی یہودیوں کا گروہ ہے جنہوں نے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔" مولانا نے یہ بھی کہا کہ "یہ اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ داعش سے امریکہ اور اسرائیل پیٹرول خریدتے ہیں اور یہی ممالک ان کو بالکل جدید قسم کا ممنوعہ اسلحہ مہیا کرارہے ہیں۔ دوسری جانب لیبیا پر بمباری کی جارہی ہے اور انسانی بستیوں کو نشانہ بنا کر انہیں تباہ کیا جارہا ہے، کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟

مولانا قمر رضا اشرفی نے کہا "داعش کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ وہ تنظیم ہے جسے مسلمانوں کی شبیہ بگاڑنے اور اس حوالے سے مسلم آبادیوں کو تباہ کرنے کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور دنیا کے امن پسندوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان امن دشمنوں کے خلاف متحد ہوں۔

مولانا منظر نے کہا کہ "داعش کا وجود ہی مسلمانوں کی امیج خراب کرنے اور تیل کی دولت ہتھیانے کے مقصد سے اسلام دشمن طاقتوں کے ذریعے عمل میں لایا گیا ہے۔ داعش اور اس سے وابستہ افراد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ محض ایک دہشت گرد تنظیم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔"

جنوبی ممبئی میں آئی ایس آئی ایس مردہ باد، اسلام زندہ باد کے نعروں کی گونج

رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام آئی ایس آئی ایس کے خلاف زبردست احتجاج

جنوبی ممبئی کا میکر سٹریٹ میں واقع کھنڈوانی جماعت خانہ میں نماز جمعہ کے بعد رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری محمد سعید نوری صاحب کی قیادت میں منعقدہ مظاہرے میں پیرس میں ہوئے حالیہ دہشت گردانہ حملے میں آئی ایس آئی ایس کی کاروائیوں کی سختی سے مذمت کی۔ اس موقع پر محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ ہم آئی ایس آئی ایس جیسی دہشت گرد تنظیم کے خلاف مظاہرہ کرکے پوری دنیا کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام میں کسی بھی قسم کی دہشت گردانہ کاروائیوں کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کی جان لے وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا اور ایسے درندہ صفت لوگوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہنے والے اس مظاہرہ میں مدرسہ دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ کے طلبہ نے پلے کارڈ لے کر "آئی ایس آئی ایس مردہ باد" کے نعرے لگائے اور مطالبہ کیا کہ آئی ایس آئی ایس پر دنیا بھر میں پابندی لگائی جائے۔ جبکہ اس موقع پر رضا اکیڈمی کے دیگر ذمہ داران میں خلیل الرحمٰن نوری، مولانا منظور عالم، مولانا قمر رضا اشرفی، محمد رفیق رضوی، عرفان ازہری، عبد الرزاق منصوری، محمد حسن رضا اور محمد حسین کے علاوہ رضا اکیڈمی کے دیگر کارکنان موجود تھے۔

داعش صرف اسلام ہی نہیں بلکہ شعائر اسلام کا بھی دشمن ہے

مالیگاؤں کے اردو میڈیا سینٹر میں منعقدہ پریس کانفرنس میں علماء کا خطاب، الحاج محمد سعید نوری نے کہا: جو اسلام کے نام پر ہتھیار اٹھا کر بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں وہ اسلام کے خیر خواہ قطعی نہیں ہوسکتے، نوجوانوں کو سوشیل میڈیا کا احتیاط سے استعمال کرنے کی تلقین

مالیگاؤں: نہ صرف ہند۔ پاک بلکہ دنیا کے الگ الگ خطوں میں مختلف ناموں سے سرگرم دہشت گرد تنظیموں کا مقصد اسلام کو استحکام دینا ہرگز نہیں بلکہ صرف اور صرف انسانیت کو قتل کرنا ہی ان کا نصب العین ہے۔ اپنے ناجائز مقصد کی تکمیل کے لیے دہشت گرد تنظیمیں نوجوانوں کو بطور مہرہ استعمال کررہی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج محمد سعید نوری صاحب نے شہر میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران کیا۔

انہوں نے کہا کہ "مسلم نوجوان ملت اسلامیہ کا سرمایہ ہیں ان کے ذہنوں میں افتراق وتفریط پیدا کرکے تو کہیں انہیں جنت کا حقدار قرار دیتے ہوئے انسانیت دشمن تنظیمیں ایندھن کے طور پر استعمال کررہی ہیں۔ لہٰذا حددرجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی بھی ذریعے بوکوحرام، داعش، لشکر طیبہ، القاعدہ اور طالبان جیسی تنظیموں سے رابطے کی کوشش بھی نہ کریں۔"

مولانا عبد الحئی نسیم القادری (ہندنژاد افریقی عالم دین) نے کہا کہ "عراق، شام، فلسطین، مصر، لیبیا، ترکی، بوسینا اور چیچنیا سمیت مشرقی وسطی میں ایک دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا جاچکا ہے۔ اگر پیرس کے بے قصور شہریوں کو قتل کرنا گناہ ہے تو مشرقی وسطی کے بے قصور مظلوم مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا بھی اسی درجے میں شمار ہوگا" انہوں نے کہا کہ "بلاشبہ داعش کی سرگرمیاں قابل مذمت ہیں، نہ صرف اسلامی تعلیمات بلکہ شعار اسلام کے بھی دشمن ہیں۔" مفتی منظور احمد ضیائی نے کہا کہ "امن وامان کا پیغام دینے والے مذہب اسلام کو بدنام کرنے کے لیے دنیا میں کچھ طاقتیں سرگرم ہیں ان کی سرکوبی کے لیے ہمیں آگے آنا چاہیے" انہوں نے کہا کہ "تخریبی فکر اور گستاخانہ مزاج رکھنے والوں نے کروڑوں انسانوں کے لیے مسائل پیدا کردیئے ہیں ان سے نمٹنے کے لیے ملت اسلامیہ کو لائحہ عمل ترتیب دینا چاہیے۔

مولانا ارشد مصباحی (ہندنژاد برطانوی عالم دین) نے کہا کہ "مسلم نوجوانوں کو ورغلا کر داعش میں شامل کیا جارہا ہے۔ اس کے لیے جدید برقی وسائل وابلاغ کا استعمال کیا جارہا ہے۔ اس لیے انٹرنیٹ استعمال کرنے والے مسلم نوجوانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ داعش کے فریب سے آگاہ رہیں اور انسانیت دشمن تنظیم سے اپنے فریب سے آگاہ رہیں اور انسانیت دشمن تنظیم سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

مولانا خلیل الرحمٰن نوری نے کہا کہ "درحقیقت دہشت گرد تنظیمیں یوروپ وامریکہ کی پیداوار ہیں۔ انہیں مسلمانوں میں تفرقہ وافتراق پیدا کرنے کے لیے پروان چڑھایا جاتا ہے۔ یہ کام برسوں سے منظم طریقے سے پوری دنیا میں ہورہا ہے۔" انہوں نے کہا کہ "داعش کی پرورش امریکہ کی سرپرستی میں ہوئی اور اس کے پس پشت صیہونیت، یہودیت اور نصرانی طاقتیں کارفرما ہیں۔"

پروفیسر عبد المجید صدیقی نے کہا کہ "دہشت گرد تنظیموں کے نام مختلف لیکن کام اسلام کو بدنام کرنا اور بے قصوروں کا قتل عام کرنا ہے۔" انہوں نے کہا کہ اسلامی تاریخ کے صفحے اس بات کے شاہد ہیں کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کو بدنام کرنے اور اسلام کی شبیہ مسخ کرنے کے لیے زمانے کی ضرورت کے اعتبار سے سازشیں رچی جاتی رہی ہیں اس وقت سب سے بڑی سازش کا نام داعش ہے جس سے امن عالم سبوتاژ ہورہا ہے۔" اس پریس کانفرنس کی غرض وغایت رضوی سلیم شہزادے نے بیان کی جبکہ اہم شرکاء میں حافظ ساجد حسین اشرفی، توفیق احمد رضوی، ڈاکٹر رئیس احمد رضوی، غلام مصطفی رضوی، ڈاکٹر حامد اقبال چشتی، انیس الرحمٰن اشرفی، صدیقی سلیم شہزاد، حاجی محمد ابراہیم رضوی، محمد افضل غازیانی، محمد شریف رضوی، اور محمد قاسم رضوی وغیرہ شامل ہیں۔

اس سال کی نئی کتابیں